لالٹین
(سیزن 1،2)
ابن علیم رانا
Pdf available at
www.novelsclubb.com
FB/INSTA:
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

لالٹین

از

ابنِ علیم رانا

www.novelsclubb.com

لالٹین

محب کی ایک لازوال داستان جو مرنے کے بعد بھی اپنی محبوبہ سے ملنے آتا تھا

آج جمعرات تھی اور

میں اس شوق میں جاگ رہا تھا کہ آج "بتی" کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا

یہ بتی یعنی لالٹین ہر جمعرات کو ایک مخصوص طرف سے آتی تھی اور مخصوص جگہ

گھوم پھر کے چلی جاتی تھی گاؤں کے لوگ اسے بتی کے نام سے پہچانتے تھے اور پتہ

نہیں کب سے لوگ یہ دیکھتے آرہے تھے

کئی دفعہ کچھ منچلوں نے اس کا پیچھا کر کے اسے پکڑ کنے کی کوشش بھی کی مگر بے

سود-----

وہ تو گویا چھلاوہ تھا ابھی یہاں تو ابھی وہاں۔۔۔

میں یہ باتیں اکثر سنتا تھا مگر کبھی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا

یہ ضلع جہلم کے ایک گاؤں کی بات ہے

میری وہاں خالہ رہتی ہیں سال میں ایک آدھ بار میں ان سے ملنے چلا جاتا تھا

اس بار گیا تو شوق ہوا کہ دیکھوں تو سہی آخر یہ "بتی" ہے کیا بلا؟؟؟

اور آج میں اسی شوق میں جاگ رہا تھا

میں کئی بار گھر سے باہر جھانک چکا تھا مگر اس "بتی" کا ابھی تک کوئی اتا پتا نہیں تھا

www.novelsclubb.com

بتاتا چلوں کہ وہ چند گھروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا گاؤں تھا وہاں اکثر ایسے ہی گاؤں

ہیں جنہیں وہاں کے لوگ "ڈھوک" بولتے ہیں

میری خالہ کا گھر آخر میں تھا اس سے آگے ان کی زمین اور پھر دور تک پہاڑ جنگلات

اونچے نیچے ٹیلے ہی ٹیلے تھے

شاید رات کے بارہ کا ٹائم ہو گا کہ

خالہ نے مجھے آواز دی کہ جلدی آؤ

میں نے جلدی سے جوتے پہنے اور دیوار کے پاس جا کھڑا ہوا

انہوں نے ایک طرف اشارہ کیا، وہ دیکھو بتی آ رہی ہے

فوراً تو مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔۔ غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ۔۔۔۔۔۔۔

یوں لگ رہا تھا جیسے پہاڑ سے کوئی آدمی ہاتھ میں لالٹین لیے اتر رہا ہے

پہاڑ کوئی نصف کلو میٹر دور تھا ہم سے

www.novelsclubb.com

ابھی وہ لالٹین پہاڑ سے اتری بھی نہیں تھی کہ بجھ گئی

میں نے خالہ کی طرف دیکھا اور پوچھا کہاں گئی؟؟؟؟

انہوں نے اسی طرف اشارہ کیا۔۔۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ وہ اب قبرستان میں گھوم رہی تھی

بتاتا چلوں قبرستان اور پہاڑ کا فاصلہ آدمی دوڑ کر بھی بیس منٹ میں طے نہیں کر سکتا

اور وہ بتی دو سیکینڈ میں پہنچ گئی تھی

میں نے اب اس بتی پہ نظریں جمالیں تھیں

وہ قبرستان میں گھوم رہی تھی اس نے ایک چکر لگایا اور پھر بند ہو گئی

میں ابھی اس طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ

وہ ہم سے کچھ فاصلے پہ آن ہوئی اور

راستے میں ایک کنواں پڑتا تھا اس پہ آرکی۔۔۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر وہ وہاں گھومتی رہی جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو یا کسی کا انتظار ہو

کچھ دیر وہاں پھرنے کے بعد وہ اس طرف چلی گئی جہاں کبھی تقسیم سے پہلے

شمشان گھاٹ ہوا کرتا تھا

وہاں آج بھی شمشان گھاٹ کی کچھ نشانیاں موجود ہیں

میں نظریں جھپکانا بھول چکا تھا

حیرت کی بات تو یہ تھی کہ نہ کوئی جسم نظر آتا تھا نہ سایہ۔۔۔۔یوں لگتا تھا لالٹین گویا ہوا میں معلق ہے بس

کافی دیر وہ شمشان گھاٹ کے ارد گرد پھرتی رہی کچھ دیر ایک جگہ ٹکی رہی اور پھر ویسے ہی واپس ہولی جیسے آئی تھی

پہلے کنوے پہ پہنچی پھر قبرستان کے قریب سے گزرتی واپس پہاڑ کی طرف چلی گئی

اور جیسے منٹوں کا سفر اس نے آتے ہوئے سیکینڈوں میں طے کیا تھا جاتے ہوئے بھی ویسے ہی پلک جھپکتے پہاڑ تک پہنچ گئی تھی

وہ لالٹین کچھ دور پہاڑ کے اوپر چلتی رہی اور پھر غائب ہو گئی

شاید دوسری طرف اتر گئی تھی

محمد افضل اسی گاؤں کا رہنے واالا تھا

اس کے باپ دادا کو جو زمین الاٹ ہوئی تھی اس کا کچھ حصہ قبرستان کے بلکل قریب تھا۔۔۔وہاں اونچے اونچے مٹی کے ٹیلے تھے کاشت کے قابل نہیں تھی

اس کے بیٹوں نے مشورہ دیا کہ یہ کاشت کے قابل تو ہے نہیں تین اطراف تو قدرتی ٹیلے ہیں ہی کیوں نہ جو جگہ صاف ہے اس طرف بھی بند باندھ کر اس کو ایک چھوٹے سے ڈیم میں تبدیل کر کے اس میں مچھلی فارم بنا دیا جائے؟؟؟

بیٹوں کی بات افضل کے دل کو لگی تھی سو اس نے ہفتے بعد کام شروع کروا دیا

افضل اور اس کا ایک بیٹا قریبی بوہڑ کے درخت کے نیچے چارپائی ڈالے بیٹھے تھے اور ایکسیویٹر اپنا کام کر رہی تھی جو چھوٹے موٹے ٹیلے اس جگہ کے اندر تھے ان کی مٹی کو بند کی جگہ لگا دیا گیا تھا

اور ڈیم بنانے کی جگہ کو مزید گہرا کیا جا رہا تھا

ان کا ارادہ تھا کہ جگہ بھی گہری ہو جائے گی اور بند بھی مکمل ہو جائے گا مٹی باہر سے نہیں لانی پڑے گی

ساڑھے تین کا وقت ہو گا ایکسیویٹر اور اس کا ہیلپر ابھی چائے پی کر اٹھے تھے

کدائی کافی گہری ہو گئی تھی۔۔۔

اور افضل چاہتا تھا کہ دو چار فٹ مزید گہری ہو جائے

کام دوبارہ شروع ہو چکا تھا

ابھی دس منٹ بھی نہیں گزرے ہونگے کہ ہیلپر دوڑتا ہوا آیا

وہ دور سے ہی آوازیں دیتا آرہا تھا۔۔۔ چاچا۔۔۔ چاچا۔۔۔ ادھر آنا استاد بلا رہے ہیں

افضل اور اس کا بیٹا اٹھ کھڑے ہوئے

مشین تو نہیں خراب ہو گئی؟؟؟ افضل نے ہیلپر سے پوچھا جس کے چہرے پر سنسنی سی پھیلی ہوئی تھی

نہیں چاچا۔۔۔ہیلپر بولا۔۔۔۔آپ یہاں آکر دیکھو کچھ نکلا ہے

کچھ نکلا ہے ؟؟؟!فضل کے بیٹے نے حیرت سے کہا؟؟؟

خزانہ تو نہیں نکل آیا؟؟؟اس کے بیٹے نے مسکرا کر ہیلپر سے کہا۔۔۔اتنی دیر میں وہ ایکسیویٹر کے قریب پہنچ چکے تھے

ایکسیویٹر چلانے والا بھی نیچے اتر کر ایکسیویٹر کے آگے کھڑا تھا

دونوں باپ بیٹوں کی نظر ایک ساتھ زمین سے دریافت ہونے والی اس چیز پر پڑی اور حیرت زدہ رہ گئے

دریافت ہونے والی چیز کچھ اور نہیں ایک انسانی ڈھانچہ تھا یوں کہ لیں چند ہڈیاں ہی تھیں

جن میں واضع کھوپڑی کی ہڈی ہی تھی باقی بس برائے نام ہی رہ گئی تھیں

ان کا جس چیز نے متوجہ کیا وہ پسلی کی ہڈیوں میں پھنسا ایک لوہے کا سریا نما ٹکرا تھا۔۔۔ جس کو مٹی نے جانے کب سے اپنی خوراک بنا رکھا تھا اور اب وہ محض آدھ انچ سے بھی کم باریک اور ایک ہاتھ لمبا رہ گیا تھا۔۔۔

اس کے قریب ہی ایک لالٹین کی باقیات پڑی تھیں

افضل کے بیٹے اور استاد نے احتیاط سے ان ہڈیوں کو اٹھایا اور ساتھ ٹوٹی پھوٹی لالٹین کی باقیات کو بھی اور ایک کپڑے میں لپیٹ دیا

یہ یہاں کیسے آ گیا؟؟؟ افضل نے گویا خود کلامی کی مگر وہ سب سے مخاطب تھا

میرا خیال ہے ابا جی۔۔۔ اس کا بیٹے نے جواب دیا۔۔ یہ قریب قبرستان ہے شاید یہ جگہ بھی اس کا حصہ ہو؟؟؟ یا پھر بہت پہلے کسی نے اس بے چارے کا مار کر ادھر دبا دیا؟؟؟

بیٹا قبرستان تو ہمارے سامنے بنا ہے یہ افضل نے جواب دیا ہاں۔۔۔۔۔۔دوسری بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔۔کیونکہ اس کی پسلیوں میں لوہے کا ٹکڑا ابھی پھنسا ہوا ہے جس سے لگتا ہے کسی نے اس کو سریے یا لوہے کی کسی اور چیز سے اسے مارا اور پھر یہاں دبا دیا

اللہ جانے بے چارہ کون تھا؟؟؟؟کب تھا؟؟؟اور کیا ہوا اس کے ساتھ؟؟؟افضل نے افسردگی سے سر ہلایا

اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے بولا۔۔۔بیٹا اسے احترام سے اسی ساتھ والے قبرستان میں دفنا دو۔۔۔پتہ نہیں کفن جنازہ بھی نصیب ہوا کہ نہیں بے چارے کو؟؟؟اللہ اس کی مغفرت کرے بے گناہ قتل ہوا تو شہید ہے مظلوم ہے

ایکسیویٹر سے قریب کے قبرستان میں ایک قبر نما گڑھا کھود کر اس نامعلوم ہڈیوں کو افضل نے اپنے سر کے کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا۔۔ساتھ ہی اس کے پاس سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ملی اس کی لالٹین اور ایک چین جیسی کوئی چیز تھی اور ایک غالباً چاندی میں مڑھا ہوا شاید تعویز ہوان کو بھی اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا

چھ مئی انیس سو اکتالیس

جیسے ہی فجر کی آذان اس کے کانوں میں پڑی اس نے چارپائی چھوڑ دی۔۔۔ یہ اس کا روز کا معمول تھا آذان کی آواز سنتے ہی اٹھ جاتا نماز پڑھتا بھینس کو چارہ ڈالتا پھر اس کا دودھ نکال کر دوسرے جانوروں کو چارہ ڈالتا اور وہیں ڈیرے پہ ہی ورزش کرتا دوڑ لگاتا اور پھر دودھ لیکر گھر کو روانہ ہو جاتا۔۔۔

یہ چاچا دین محمد کا بڑا بیٹا تھا جو ڈھوک سمبا نامی ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتے تھے۔۔۔ اس گاؤں میں ہندو سکھ اور مسلمانوں کی تعداد تقریباً برابر ہی تھی ۔۔۔۔ اس کا نام گھر والوں نے تو جان محمد رکھا تھا مگر لوگ فقط جانی کے نام سے ہی بلاتے اور جانتے تھے خوبصورت جوان تھا کشتی کا شوق تھا اور اپنے اسی شوق کی

وجہ سے اریب قریب کے گاؤں تک جانا جاتا تھا۔۔۔اس سے چھوٹا ایک بیٹا تھا جس کا نام غلام محمد تھا اور گاموں کے نام سے جانا جاتا تھا۔۔۔ان دونوں سے چھوٹی ایک لڑکی تھی جس کا نام ثریا تھا۔۔۔۔

گھر پہنچ کر اس نے حسب عادت سب سے پہلے ماں کو دودھ کا برتن تھمایا اور پھر ٹین اٹھا کر کنوے سے پانی لینے چلا گیا۔۔۔

واپس آ کر ماں سے مخاطب ہوا

اماں۔۔۔آج میرے سفید کپڑے نکال دے میں نہا کر پہن لیتا ہوں آج مجھے ڈھوک سائیں کے میلے میں جانا ہے

بھائی مجھے بھی ساتھ لے جاؤ۔۔۔میلے کا نام سن کر اس کی بہن نے فرمائش کی

ہاں پتر ان دونوں کو بھی لے جانا اس کی امی نے جانی سے کہا تو اس نے اقرار میں سر ہلا دیا۔۔۔

www.novelsclubb.com

ثریا کو تو گویا لاٹری لگ گئی بے حد خوشی سے ماں سے مخاطب ہوئی

اماں میرے کپڑے بھی دے دینا مجھے۔۔۔

ڈھوک سائیں ان کے گاؤں کی طرح کا ہی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں ہر سال میلہ

لگتا تھا جسے لوگ بیساکھی کے نام سے بلاتے تھے۔۔۔

جانی نے نہا کر کپڑے بدلے اور ماں سے بولا

بے بے کچھ پیسے ہیں تو دے دے

اس کی ماں نے دو روپے اپنے دوپٹے کے پلو سے کھول کر اس کے ہاتھ پہ رکھ دیے

بیل گاڑی جوت کر اس نے اپنے ماں باپ سے اجازت لی اور اپنے بہن بھائی کو

بٹھا کر چلنے لگا تو ماں نے کہا پتر ان کا خیال رکھنا اور اس کا خاص طور پہ بچی ہے کہیں

میلے میں ادھر ادھر نہ ہو جائے

www.novelsclubb.com

بے بے فکر نہ کرو میں ان کو اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔۔۔اس نے اپنی ماں کو تسلی دی اور چل پڑا

راستے میں انداں نامی ایک گاؤں پڑتا تھا اس کے کنوے پہ جار کا پانی پیا اور وہیں کھڑا ہو گیا یہ اس کے دوست رنجیت سنگھ اور اختر کا گاؤں تھا اس نے ان کو بھی ساتھ لیکر جانا تھا۔۔۔

جانی نے گاؤں کے راستے کی طرف نظر دوڑائی مگر اختر اور رنجیت میں سے کوئی بھی آتا نظر نہ آیا۔۔۔

گاؤں کی لڑکیاں عورتیں کنوے سے پانی بھر رہی تھیں

کنواں گاؤں کے بلکل قریب ہی تھا اس نے سوچا یہاں انتظار کرنے کی بجائے وہ خود جا کہ ان دونوں کو بلا لائے۔۔۔

یہی سوچ کر اس نے اپنے دونوں بہن بھائی کو یہاں انتظار کرنے کا کہا اور خود گاؤں کی طرف سے آتے راستے پہ چل پڑا

ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ سامنے سے رنجیت سنگھ آتا دکھائی دیا

جانی وہیں کھڑا ہو گیا رنجیت سنگھ جیسے ہی قریب آیا اس نے پہلا سوال اختر کے بارے میں کیا

وہ بھی آرہا ہے میں اس کے گھر سے ہی آرہا ہوں رنجیت نے جواب دیا اور دونوں بیل گاڑی کی طرف چل پڑے۔۔۔

ابھی وہ بیل گاڑی کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ان کو اختر آتا دکھائی دیا

رنجیت سنگھ نے ثریا کے سر پہ ہاتھ رکھا اور پیار سے پوچھا۔۔ گڈی وی میلہ ویکھے گی اج؟؟؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہاں پار نجیت میں وی ویکھنا میلہ۔۔۔۔ثریا نے جواب دیا اس کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی

اختر آیا تو اس نے بھی ثریا سے وہی سوال کیا

میری ننھی آج میلہ دیکھے گی؟؟؟اور پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا

وہ تینوں بیل گاڑی پہ بیٹھے اور ڈھوک سائیں کی طرف چل پڑے جہاں

............بیساکھی (میلہ) کا رنگ برنگا اور عجیب و غریب سماں ان کا منتظر تھا

وہ تینوں بیل گاڑی پہ بیٹھ کر ڈھوک سائیں کی طرف روانہ ہو گئے جہاں بیساکھی کا رنگ برنگا اور عجیب غریب سماں ان کا منتظر تھا

راستے میں ان کو رنگ برنگے کپڑوں میں بیساکھی کی طرف جاتے بہت سے مرد عورت ملے

دور قریب کے گاؤں کے لوگوں کو تفریح کے نام پر سال بعد یہ ایک میلہ ہی میسر تھا سو کوئی بھی دیکھے بنا نہیں رہتا تھا عورتیں ہوں بچے یا بوڑھے۔۔۔

جوں جوں وہ میلے کے قریب ہوتے جا رہے تھے ڈھول تاشوں کی آوازیں واضع ہوتی جا رہیں تھیں

جو بیساکھی کے عروج کا ثبوت تھیں۔۔۔

میلے میں پہنچ کر جانی نے بیل گاڑی ایک طرف کھڑی کی بیلوں کو الگ کر کے ایک جگہ باندھ دیا اور سب کے ساتھ چل پڑا۔۔۔۔۔

بیساکھی واقعی عروج پر تھی۔۔۔ ہر طرف شور جس میں ڈھول کی آواز سب سے واضع تھی اور لوگ ہی لوگ جن میں مرد عورتیں بچے بوڑھے جوان سب شامل تھے

اریب قریب کے گاؤں چونکہ مسلمان سکھ اور ہندوؤں کے مشترکہ تھے تو میلے میں بھی سب ہی آئے تھے

بہت سے لوگوں کے ساتھ ان کی فیملی بھی تھی

میلہ کیا تھا انسانوں کا سمندر تھا کئی لوگ اپنی اپنی دوکانداری سجائے بیٹھے تھے جن میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں

کوئی اپنی اگائی سبزی بیچنے آیا تھا

جانی نے گاموں اور ثریا کو کھانے پینے کی چیزیں لیکر دیں۔۔۔اور ثریا کی پسند کی نیلی پیلی چوڑیا لیکر دی اس کو۔۔۔ثریا بہت خوش تھی اور وہ ثریا کو خوش دیکھ کر خوش تھا

وہ سب گھومتے کبھی بیلوں کی دوڑ دیکھتے تو کبھی گھوڑا ناچ سے لطف اندوز ہوتے رہے

یونہی گھومتے گھومتے وہ اس جگہ جا پہنچے جہاں کشتی کا اکھاڑا لگا ہوا تھا

اکھاڑااوراس میں کشتی پہلوانوں کو کشتی لڑتے دیکھ کر جانی کا اندر کا پہلوان مچلنے لگا مگر وہ یہاں کشی کی نیت سے نہیں آیا تھا سو صبر کیے رکھا۔۔

اتنے میں ڈھول پیٹنے کے ساتھ ہی آواز لگائی گئ۔۔۔

اب میدان میں آرہا ہے۔۔۔اندان گاؤں کی پہچان۔۔۔۔شیر جوان۔۔۔۔۔رام لال تیواری کے سپوت مادھورام پہلوان۔۔۔۔۔۔۔

ہے کوئی مائی کا لال جو اس کو ہرائے اور انعام میں بھینس لیکر جائے۔۔۔۔

بھینس کا سن کر ایک آدمی میدان میں اترا یہ جانی کے قریبی گاؤں کا جوان تھا جو کشتی کا شوقین تھا مگر ابھی اس میدان میں نیا تھا

جانی مادھورام کو بھی جانتا تھا۔۔اچھا پہلوان تھا مگر کبھی جانی کا اس سے سامنا نہیں ہوا تھا

جیسے ہی وہ جوان میدان میں اترا مادھورام نے اگلے پانچ منٹ میں اسے ہرا دیا

www.novelsclubb.com

پھر ایک مسلمان نوجوان آیا مادھورام نے اسے بھی پٹخ دیا۔۔۔اور نخوت سے بولا

مُسلہ (مسلمان) بھی اب مادھورام سے ٹکر لے گا

یہ بات رنجیت اختر اور جانی سمیعت وہاں کھڑے بہت سے لوگوں کو ناگوار

گزری۔۔۔

رنجیت سنگھ نے جانی کی طرف دیکھا اور اس کی پیٹھ پہ تھپکی دی

یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ میدان میں اتر پڑو۔۔۔

جانی نے ایک لمحے کو سوچا۔۔۔اختر کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں بھی گویا یہی کہہ

رہی تھیں کہ۔۔۔۔اللہ ﷻ کا نام لو اور جاؤ

جانی نے اپنی بہن کے سر پہ ہاتھ رکھا اور پیار سے پوچھا

ثریا۔۔۔میں کشتی نہ لڑ لوں؟؟؟

ثریا جانتی تھی کہ اس کا بھائی کشتی کھیلتا رہتا ہے بلکہ سارا گھر جانتا تھا۔۔۔ثریا نے ہاں میں سر ہلا دیا

بھائی آپ ہی جیتو گے۔۔۔۔ثریا نے محبت بھرے یقین سے کہا

ڈھول والا اعلان کیے جا رہا تھا ہے کوئی جوان؟؟؟؟۔۔۔۔۔۔ہے کوئی جوان؟؟؟۔۔۔۔

جانی نے اللہ ﷻ کا نام لیا دونوں مٹی کو ہاتھ لگا کر دونوں کانوں کو لگایا اور اکھاڑے میں اتر گیا۔۔۔

مادھورام نے تکبر سے اسے دیکھا۔۔۔مادھورام بھی جانی کو جانتا تھا اور یہ بھی کہ کشتی کا شوق رکھتا ہے مگر۔۔۔۔۔۔اسے یہ توقع نہیں تھی کہ جانی اس کے مقابلے میں آئے گا وہ تو جانی کو طفل مکتب سمجھتا تھا۔۔۔

اوہو چیونٹیوں کے بھی پر نکل آئے مادھورام نے ہنس کر طنز کیا

جانی خاموش رہا

دیکھنے والوں کی دلچسپی بڑھ گئ تھی

مگر کسی کو یقین نہیں تھا کہ یہ لڑکا مادھو سے جیت جائے گا؟؟؟ماسوائے گاموں،اختر ،ثریااور رنجیت کے

واہے گرو کرپا کرنا۔۔۔رنجیت نے دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنے انداز میں دعا مانگی

اللہ ﷻ کرم کرے گا۔۔۔۔اختر نے بھی ان سب کو اور خود کو حوصلہ دیا

اکھاڑے میں وہ دونوں پنجہ آزمائی کر رہے تھے۔۔۔

پھر مادھو نے اچانک ایک داؤ مارا اور جانی اس کے اوپر سے ہوتا ہوا نیچے گرا

مگر گرا پیٹ کے بل تھا سو نہ ہار ہوئی نہ جیت

دیکھنے والے بے سدھ ہو گئے تھے گویا۔۔۔

ڈھول والا بھی شاید ڈھول بجانا بھول گیا تھا

تقریباً دس منٹ تک دونوں ایک دوسرے کو گرانے کی سر توڑ کوشش کرتے رہے اور پھر۔۔۔۔۔۔۔۔جانی کا داؤ چل گیا۔۔۔دونوں کھڑے ایک دوسرے کے بازو قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ جانی کے ہاتھ میں اس کا بازو آگیا قیمتی لمحہ تھا جانی سستی دکھا دیتا تو ناکام پہلوانوں میں گنا جاتا مگر جانی نے یہ لمحہ گنوایا نہیں اس نے مادھورام کے بازو کے ہاتھ میں آتے ہی گھوم کر پیٹھ اس کی طرف کی نیچے بیٹھا اور اس کو اپنے اوپر سے گھما کر زمین پہ دے مارا۔۔۔اس سب میں فقط ایک لمحہ لگا

مادھورام چاروں شانے چت پڑا تھا

www.novelsclubb.com

ایک لمحے تک تو کسی کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا ہوا؟؟؟؟مگر۔۔۔۔۔

دوسرے ہی لمحے ڈھول پہ تھاپ پڑی اور لوگوں کی تالیوں واہ واہ کے شور میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی اختر اور رنجیت نے جانی کو کندھے پر اٹھالیا

سالے داغرور توڑ دتا یار تو۔۔۔رنجیت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کہ مادھو سے کہہ

دیتا کہ ۔۔۔۔ہن دس؟؟؟؟

اتنے میں ڈھولی نے بھینس انعام کے ساتھ اندان کے مکھیا کی طرف سے پانچ روپے

کا اعلان کیا۔۔۔۔

عین اسی لمحے دو دلوں میں جانی کے لیے دو جزبے بیدار ہوئے

ایک مادھو رام کے دل میں اپنی بے عزتی کے انتقام اور حسد کا نفرت بھرا جزبہ۔۔۔

اور دوسرا اندان گاؤں کے مکھیا بھگوان داس تیواری کی بڑی بیٹی راما کے دل میں

محبت کا جزبہ۔۔۔۔

مکھیا بھگوان داس رنجیت اور اختر کے گاؤں کا ہی تھا

اور رام لال تیواری کا بڑا بھائی یعنی مادھو کا تایا۔۔۔۔

بھگوان داس اپنی بیوی اور دونوں بیٹیوں کے ساتھ بیسا کھی دیکھنے آیا تھا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

راما مادھو سے اس کے چال چلن اور کرتوں کی وجہ سے پہلے ہی نفرت کرتی تھی اور آج اس نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں جب ایک مسلمان پہلوان کی تحقیر کی تھی تو بدلے میں جانی کے ہاتھوں اس کی ذلالت دیکھ کر اسے دلی خوشی ہوئی تھی

اور عین اسی لمحے وہ اپنا دل ہار بیٹھی تھی

جانی خوبصورت تو تھا ہی اوپر سے اس نے مادھو کو شکست دیکر راما کے دل میں اپنی مسند جمالی تھی

یہ اور بات ہے کہ جانی کو اس بات کی خبر بھی نہیں تھی کہ کوئی اس پہ دل ہار بیٹھا ہے

کسی اجنبی کو اس سے محبت ہو گئی ہے

یہ دل کے سودے ہیں کب ؟؟؟ کہاں ؟؟؟؟ کون ؟؟؟ دل کو چھو لے کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

کسی معصوم لمحے میں کسی مانوس چہرے سے

محبت کی نہیں جاتی محبت ہو جاتی ہے

بس یہی راما کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔

جانی نے اپنے ماں باپ کے لیے کچھ خریداری کی اور دن ڈھلنے سے پہلے وہ سب اپنی

بیل گاڑی پہ بیٹھ کر گھر کو روانہ ہو گئے۔۔۔۔

راستے میں اس نے اپنے دونوں دوستوں کو ان کے گاؤں اتارا اور آہستہ آہستہ اپنی

جنت اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے اپنے دوستوں کو ان کے گاؤں میں اتارا اور خود آہستہ آہستہ اپنی جنت اپنے

گھر کی طرف چل پڑا

گھر پہنچتے ہی ثریا بھاگ کر گھر اپنی ماں کے پاس گئی

www.novelsclubb.com

وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ خوشی کی خبر اس سے پہلے کوئی اور ماں کو سنائے

اس نے جاتے ہی اماں اماں کی صدا لگائی۔۔۔۔۔۔

خوشی اس سے چھپائے نہیں چھپ رہی تھی

کیا ہوا ثریا پتر۔۔۔؟؟؟اس کی ماں نے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا۔۔۔ خیر تو ہے

؟؟؟

ثریا نے تفصیل سے ساری بات بتائی۔۔۔۔

اتنے میں گاموں اور جانی بھی گھر میں داخل ہو چکے تھے۔۔۔

www.novelsclubb.com

جانی کی ماں نے خوشی سے جانی کو گلے لگایا اور ڈھیر ساری دعائیں دیں

اماں بھینس کل اندان گاؤں کے مکھیا کے گھر سے لے آؤں گا۔۔۔۔جانی نے اپنی

ماں کو آگاہ کیا۔۔۔اس نے اپنے باپ کا پوچھا تو پتہ چلا وہ ڈیرے پر گیا ہوا ہے۔۔۔

اس نے دودھ لانے کے لیے برتن اٹھایا اور ڈیرے کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔۔

اگلے دن حسب معمول اس نے اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ ہی چارپائی کو چھوڑا نماز پڑھ کر دودھ نکالا اور گھر پہنچ گیا۔۔۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد اس نے اپنے ماں باپ کو آگاہ کیا کہ وہ مکھیا کے گھر سے بھینس لینے جارہا ہے اور پیدل ہی گھر سے نکل کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

جانی اور مکھیا کا گاؤں ایک دوسرے سے زیادہ دور نہیں تھے بیچ میں ایک پہاڑ پڑتا تھا جس کی کم بلندی والی جگہ سے ادھر ادھر آنے جانے کے لیے راستہ بنا رکھا تھا۔۔۔

یہی راستہ دوسرے گاؤں اور قریبی قصبے تک بھی جاتا تھا جہاں لوگ خریداری کرنے یا اپنی چیزیں بیچنے جاتے تھے اور اور اسی قصبے میں جانی بھی روز اپنی بیل گاڑی لیکر جاتا تھا

گاؤں والا کا کوئی سامان لے جاتا اور واپسی پہ لے آتا اور دن میں قصبے میں ایک آڑھتی کی دوکان سے سامان ادھر ادھر چھوڑ آتا تھا یہی اس کا روزگار تھا۔۔۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچے راستے پہ پیدل چلتا ہوا وہ اندان گاؤں کے قریب پہنچ چکا تھا۔۔۔۔راستے کے بلکل قریب ہی کنواں تھا وہاں سے اس نے کنویں پہ لگی مشک کو کنوے میں ڈال کر پانی نکال کر پیا اور گاؤں کی طرف چل پڑا۔۔۔

کنوے سے گاؤں جانے والا راستہ پگڈنڈی نما تھا جو کھیتوں کے بیچ سے گزرتی تھا دونوں اطراف کھیت تھے اور وہ ان پہ جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

راما کی ساری رات بے چینی میں گزری تھی اسے رہ رہ کر وہ سجیلا جوان یاد آ رہا تھا جس نے مادھو کو زمین چاٹنے پر مجبور کیا تھا

باتوں باتوں میں وہ کئی بار جانی کا ذکر اپنی چھوٹی بہن سیتا سے بھی کر چکی تھی

جانی کے دوست اختر کی بہن رضیہ راما کی دوست تھی راما کا ارادہ تھا کہ آج دن میں وہ رضیہ کی طرف جائے گی اور اسے کریدنے کی کوشش کریگی۔۔۔

اسے ابھی تک جانی کا نام بھی معلوم نہیں تھا اور نہ اس کے گاؤں کا کہ۔۔۔وہ کس گاؤں میں رہتا تھا البتہ اسے میلے میں لوگوں کی زبانی اتنا ضرور پتہ چل گیا تھا کہ وہ مسلمان ہے اور اسی لیے وہ اپنی مسلمان سہیلی اختر کی بہن سے ملنے کو بے قرار تھی کہ شاید اس کو پتہ ہو اس کا؟؟؟۔۔۔۔

آج صبح سات بجے کے قریب اس نے جلدی سے ناشتہ بنایا اور اپنی ماں اور باپ کو دیا۔۔

خود اس نے اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ مل کر ناشتہ کیا۔۔۔برتن دھو کر وہ باہر جانے لگی تھی۔۔۔۔پھر نہ جانے کیا اس کے دل میں آیا کہ وہ گھر میں بنے پوجا پاٹ والے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔۔

اس کی ماں نے حیرت سے اسے دیکھا اور اپنے پتی بھگوان داس سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔۔

یہ راما کو آج کیا ہو گیا ہے؟؟؟پوجا کرنے گئی ہے؟؟؟؟؟

اس کی ماں کی حیرت بجا تھی کیونکہ راما کو کبھی بھی پوجا پاٹ سے دلچسپی نہیں رہی تھی۔۔۔ کبھی کبھار ماتا پتا کے اصرار پہ دو چار منٹ پوجا والے کمرے میں لگی بھگوان کی مورتی کے سامنے بیٹھ جاتی تھی۔۔۔اور فوراً ہی اٹھ جاتی تھی۔۔۔۔۔۔

ان پڑھ تھی اور بچپن سے ماں باپ کو یہاں پوجا کرتے دیکھ رہی تھی

مگر۔۔۔۔۔۔۔ پھر بھی جانے کیوں اس کا دل نہیں کرتا تھا کہ وہ مورتی کے سامنے بیٹھ کر عجیب غریب انداز میں بجن گائے مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج وہ خود پوجا والے کمرے میں گئی تھی تو اس کی ماں کی حیرت بجا تھی۔۔۔

رامانے دروازہ بند کیا اور آنکھیں بند کر کے ہاتھ جوڑ کے مورتی کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

ہے بھگوان۔۔۔۔اس کی ساری حسیں گویا فریادی بن گئیں تھیں۔۔۔۔

میں نے آج تک تیری پوجا نہیں کی میرا دل نہیں کرتا تھا مگر رر۔۔۔۔آج معاملہ ہی دل کا آن پڑا ہے تو اس کو میرے لیے لکھ دے مجھے ملادے اس سے۔۔۔۔

پھر اس نے ایک عجیب کام کیا مورتی سے کچھ فاصلے پر آ بیٹھی اور۔۔۔۔۔دل کو فقیر بنا کر دل سے صدا دی۔۔۔۔

اے مسلمانوں کے خدا

میں نے مسلمانوں کو دیکھا ہے وہ ہر کام تیرے سپرد کر دیتے ہیں وہ تجھ پہ بہت یقین رکھتے ہیں۔۔۔میں تجھے نہیں مانتی مگر آج میں تجھ سے بھی مانگ رہی ہوں اگر تو ہے تو میرے دل کو چین دے دے اسے مجھ سے ملادے اسے میرا کر دے

مجھ سے اب رہا نہیں جاتا میرے دل کو حوصلہ دے دے۔۔۔اسے ملادے مجھ سے آج ہی ملادے مجھ سے صبر نہیں ہوتا اب۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر وہ یونہی یقین و بے یقینی کے سمندر میں غوطہ زن رہی اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی

صحن میں آکر اس نے اپنے باپ سے کہا۔۔۔۔

پتا جی میں اپنی سکھی رضیہ کے گھر جا رہی ہوں؟

بٹیا جلدی آجانا اس کے پتا نے اجازت دی۔۔۔۔

راما یہ تجھے آج پوجا کی کیا سوجی؟؟؟اس کی ماں کی حیرت ابھی تک برقرار تھی۔۔۔۔۔

ماتا بس یونہی آج دل کیا۔۔۔راما نے اپنی ماں کے گلے میں بانہیں ڈال کر چٹاخ سے ان کے گالوں پہ بوسہ ثبت کر دیا۔۔۔

چل ہٹ بدتمیز۔۔۔ماں نے مصنوعی ناراضگی سے کہا اور مسکرا دی۔۔۔

اچھا ماتا میں جا رہی ہوں اس نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

ابھی وہ دروازے سے دو قدم دور ہی تھی کہ ٹھک۔۔ ٹھک۔۔ ٹھک۔۔۔ کی آواز کے ساتھ دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔

راما دیکھنا کون ہے؟؟؟اس کے پتا نے راما کو دروازے کی جاتے دیکھ کر کہا

اس نے دروازہ کھولا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گویا پتھر کی ہو گئی

اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ دعائیں یوں قبول ہو جاتی ہیں؟؟؟ معجزے آج بھی ہو جاتے ہیں؟؟؟اسے یاد آیا ابھی ابھی اس نے مسلمانوں کے خدا کو پکار کر کہا تھا اگر تو ہے تو اسے مجھ سے ملا دے۔۔ ابھی ملا دے۔۔۔اور اسے ملا دیا گیا تھا۔۔۔دل کو صبر و قرار بخش دیا گیا تھا اس کے۔۔۔۔وہ جب سنتا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ اس کا بندہ کتنا گنہگار ہے؟؟؟ کون ہے؟؟؟

یہ بھگوان داس جی کا گھر ہے ؟؟؟ جانی اس کے دیکھنے سے پریشان سا ہو گیا تھا

جج جج جی۔۔یہی ہے راما کچھ جھنپ سی گئی

مم میں بلاتی ہوں ان کو۔۔۔خوشی میں اسکے منہ سے الفاظ ٹھیک سے ادا بھی نہیں ہو رہے تھے

پتا جی پتا جی۔۔۔۔وہ اپنے باپ کو آوازیں دیتی واپس پلٹی۔۔۔

کیا ہوا بیٹیا؟؟؟ کون ہے ؟؟؟ بھگوان داس نے پوچھا تو اسے احساس ہوا کہ وہ کچھ زیادہ ہی خوش ہے

پتا جی باہر وہ کل والا پہلوان آیا ہے جس نے مادھو کو............اچھا اچھا جان محمد آیا ہے اس کے باپ نے اس کی بات کاٹی۔۔اور اٹھ کر باہر کی جانب چل دیا

باہر جانی اس منتظر تھا

اس نے جانی سے ہاتھ ملایا اس کا حال احوال پوچھا اور بولا۔۔۔۔۔۔۔۔پتر اندر آجا تیرا اپنا گھر ہے

جانی تھوڑا جھجکا اور پھر ان کے پیچھے پیچھے گھر میں داخل ہو گیا

بیٹھ پتر۔۔۔ بھگوان داس نے چار پائی کی طرف اشارہ کیا

جانی بیٹھ چکا تو اس نے آواز دی بیٹیا راما۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئی پتا جی۔۔۔ راما کا تو گویا سارا جسم اس وقت کان اور آنکھ بنا ہوا تھا۔۔اور کیوں نہ ہوتا اس کا من پسند شخص یوا چانک جیسے مرنے کو زندگی مل جائے۔۔۔اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا

بیٹیا کوئی لسی پانی لاؤ مہمان کے لیے اس کے باپ نے راما سے کہا۔۔۔

ہاں بھئی جوان تیرا اپنا کیسا ہے؟ بھگوان داس جانی سے مخاطب ہوا

جی ابا ٹھیک ہے تسی جانتے ہو میرے ابا کو؟؟ اس نے کچھ حیرت سے کہا

پتر میں تو تجھے بھی جانتا ہوں مگر تو شاید مجھے نہیں جانتا اور تیرے پتا کو تو بہت پہلے سے جانتا ہوں

لسی کے بعد چائے اور لڈوؤں سے جانی کی تواضع کی گئی۔۔۔۔۔

جوان ایک بات تو ہے کل تم نے بہت اچھی کشتی لڑی بے شک وہ میرا بھتیجا ہے مگر کھیل میں گھمنڈ اور غصہ نہیں ہوتا جو ماد ھونے کل دکھایا تھا بھگوان داس نے اسے سراہا

اپنے پتا کو بولنا کہ بگھوان داس کہہ رہا تھا کہ ہمیں بھول ہی گئے ہو تم تو

راما کا بس نہیں چل رہا تھا دل نکال کر اس کا فرش بنا دے جس پہ جانی کے پاؤں پڑیں۔۔۔اور آنکھیں جانی کو دان کر دے جو اس کے ساتھ ہی رہیں اسے دن رات دیکھتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ چائے کے برتن اٹھانے آئی تو جھجکتے ہوئے اس نے جانی سے کہہ ہی دیا۔۔۔

کل آپ بہت اچھا کھیلے تھے

میں بھی وہیں تھی پتا کے ساتھ۔۔۔۔۔دھنے واد (شکریہ) آپ لوگوں کا جانی نے مسکرا کر ان کی زبان میں ہی شکریہ ادا کیا

راما نے اس سے بات بھی کر لی تھی یہی راما کے لیے بہت تھا۔۔۔اس کی اس وقت کی کیفیت وہی جان سکتا ہے جو اس کیفیت سے گزرا ہو۔۔۔من پسند شخص کا دیدار اس سے بات چیت اور اس کی اپنے گھر آمد یہ کچھ کم نہ تھا

جانی نے جانا چاہا تو بھگوان داس نے بٹھا لیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے

راما اس کی چھوٹی بہن اور اس کی ماں سامنے بنے برآمدے میں بیٹھے تھے اور راما اس انداز سے بیٹھی تھی کہ اس کا چہرہ جانی کی طرف تھا۔۔۔وہ بار بار ادھر دیکھ رہی تھی وہ ان لمحوں کو اپنی آنکھوں میں قید کرنا چاہتی تھی

وہ دل ہی دل میں پراتھنا (دعا) کر رہی تھی کہ جانی جلدی نہ جائے۔۔۔۔۔

راما تو رضیہ کی طرف جا رہی تھی اس کی ماں نے اسے یاد دلایا۔۔۔۔۔

ماتا جاتی ہوں کچھ دیر میں وہ مہمان کو لسی پانی دینے لگ گئی تھی تو یاد نہ رہا۔۔اس نے بہانہ بنایا حالانکہ اسے یاد تھا مگر وہ اب یہاں سے جانا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ لوگ باتیں کر ہی رہے تھے کہ دروازہ کھول کر مادھو اندر آگیا۔۔اسے گمان بھی نہیں ہو گا کہ جانی اس وقت یہاں ہو گا ورنہ شاید وہ نہ آتا۔۔۔اپنی ذلت بھولا نہیں تھا وہ اور جانی کے لیے اپنے دل میں انتقام نفرت اور دشمنی کا جزبہ لیے گھوم رہا تھا جس کی جانی کو خبر بھی نہیں تھی۔۔۔۔

مادھو کو دیکھ کر سب کے چہروں پر ناگواری سی آئی ماسوائے جانی کے۔۔۔۔کیونکہ جانی نہ اس کے کردار کو جانتا تھا اور نہ اس کے دل میں چھپے اپنے لیے نفرت کے جزبات کو۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت مادھو کا آنا سب سے زیادہ برا راما کو لگا تھا

اس کے چہرے پہ آئی ناگواری صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔۔۔۔۔

مادھو نے آتے ہی اپنے تایا بھگوان داس کو پرنام کیا اور ناگواری سے بولا۔۔۔۔۔

تایا جی ہر ایرے غیرے کو گھر نہیں بٹھاتے گھر میں جوان بیٹیاں ہیں ادھر ڈنگروں کے باڑے میں چارپائی ڈال لینی تھی۔۔۔۔

تو مجھے مت پڑھا کہ کس کو گھر بٹھانا کس کو نہیں؟؟؟ بھگوان داس کو مادھو کا رویہ بے حد برا لگا تھا۔۔۔۔۔

مادھو کے الفاظ سب نے سنے تھے تو راما کیسے اپنے محبوب کی بے عزتی برداشت کرتی۔۔۔۔۔فوراً اٹھ کر آئی اور تیکھے لہجے میں بولی۔۔۔۔

پہلے تو تو سیکھ لے کسی کے گھر کیسے جایا جاتا ہے

پھر دکھانا غیرت۔۔اور تو کون ہوتا ہے ہمارے گھر آئے سے ایسے بات کرنے والا؟؟؟؟

راما کا پارہ ہائی ہونے لگا تھا

دیکھو تایا جی اسے سمجھاؤ اس کو پتہ ہی نہیں ہے بولنے کا دوسروں کے سامنے ہماری بے عزتی کیے جا رہی۔۔۔۔

راما اپنے دفاع میں بولنا جانی کو اچھا لگا تھا

بیٹیا تم ادھر جاؤ۔۔۔ بھگوان داس نے راما سے کہا تو غصے سے واپس مڑ گئی۔۔۔۔۔۔

میری وجہ سے آپ لوگ نہ لڑو۔۔۔میں ویسے بھی جانے ہی والا تھا جانی نے اٹھتے ہوئے کہا تو۔۔۔۔۔راما کے دل پہ چوٹ سی پڑی۔۔۔اس نے نفرت سے مادھو کو گھورا

ارے نہیں پتر تو بیٹھ میں سمجھاتا ہوں مادھو کو بھگوان داس نے جانی سے کہا تو وہ بولا نہیں ملکھیا جی میں ویسے بھی اب جانے والا ہی تھا۔۔۔اور اٹھ کھڑا ہوا

راما کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا

جانی کے اصرار پہ بھگوان داس بھی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا چل پتر۔۔۔۔تجھے بھینس کھول کے دیتا ہوں

جانی نے راما کی طرف دیکھا اور خوشدلی سے بولا آپ سب کا دھنے واد۔۔۔۔چائے بہت اچھی تھی آپ نے بہت عزت دی مجھے آپ لوگ آیے گا کبھی ہمارے گھر۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

جانی کے الفاظ نے راما کے دل پہ مرہم کا کام کیا اور وہ کچھ شانت ہو گئی

بھگوان داس جانی کو لیکر گھر سے نکلا تو راما دروازے تک آئی تھی۔۔۔۔ان کے نکلتے ہی مادھو بھی نکل گیا تھا

بھینس لیکر اس نے بھگوان داس کا شکریہ ادا کیا اور کہا آپ کبھی سب کو لیکر آیے گا ہمارے گھر۔۔۔۔۔۔۔۔

ضرور آئینگے کبھی بھگوان داس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

جانی بھینس لیکر گھر پہنچا ماں کو بھینس دکھا کر جانی اسے اپنے ڈیرے پہ لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلے دن معمول کے مطابق اس نے بیل گاڑی لی اور قصبے کی طرف چل پڑا۔۔۔سارا دن کام کے بعد شام کو واپس آ رہا تھا جب اندان گاؤں کے کنوے کے قریب پہنچا تو بلاارادہ رک گیا۔۔۔۔۔۔

شام کا وقت تھا کنوے پہ پانی بھرنے والوں کا میلہ سا لگا ہوا تھا۔۔۔اس کے قدم خود بخود کنوے کی طرف اٹھتے چلے گئے۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

کنوے پہ پہنچ کر اس نے اپنے پاس برتن میں پانی بھرا اور پلٹنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ گاؤں کی طرف سے آتی پگڈنڈی پر اسے اختر کی بہن رضیہ آتی دکھائی دی اس کے پیچھے دو چار اور لڑکیاں بھی تھی وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلی آ رہی تھیں سب سے آگے رضیہ تھی۔۔۔وہ جاتے جاتے رک گیا۔۔۔اس نے سوچا اختر کو پوچھتا ہوں۔۔۔

وہ جیسے ہی قریب آئی اس کے پیچھے سے گویا چاند نکل آیا۔۔۔۔یہ وہی چاند تھا جسے یہ بھگوان داس کے گھر میں دیکھا چکا تھا راما۔۔۔۔

اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔۔۔رضیہ نے بھی جانی کو دیکھ لیا اور اسی کی طرف چلی آئی اس کے ساتھ راما بھی تھی۔۔دوسری لڑکیاں کنوے پہ چلی گئیں۔۔۔

رضیہ نے آتے ہی جانی کو سلام کیا جانی نے اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ رکھا اور پوچھا۔۔۔رضیہ بہن کیسی ہو؟

عین اسی وقت راما نے بھی تھوڑا جھجکتے دونوں ہاتھ جوڑ کر اسے پرنام کیا

۔۔۔۔۔جانی نے اس سے بھی اس کا اور اس کے ماتاپتا کا پوچھا

راما کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ خوشی سے ناچنا شروع کر دیتی۔۔۔۔۔۔

رضیہ بہن اختر سے کہنا کل صبح مجھے یہیں کنوے پہ ملے اسے کام پہ لے کے جانا ہے

ساتھ۔۔۔جانی نے رضیہ سے کہا۔۔۔

بھائی۔۔۔میں اختر بھائی کو کہ دونگی رضیہ نے کہا۔۔۔جانی کی نظر راما پہ

پڑی۔۔۔وہ ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔چوری پکڑے جانے پہ وہ

سٹپٹا کر دوسری طرف دیکھنے لگ گئی۔۔۔جانی کو اس کی یہ ادا بھا گئی اس کے لبوں

پہ ہلکا سا تبسم ابھرا

بھائی۔۔۔مجھے آپ سے ایک خاص بات کرنی ہے رضیہ نے دھیمے سے لہجے میں

کہا

ہاں کرو میری بہن۔۔۔کیا بات ہے ؟؟؟جانی کو تجسس ہوا

نہیں۔۔۔۔ابھی نہیں۔۔کل زرا جلدی آجانا کام سے۔۔۔۔۔۔۔۔اب ہمیں جلدی ہے ہم نے پانی بھرنا ہے دیر ہو جائے گی

رضیہ نے کہا تو وہ بولا ٹھیک ہے جیسے تیری مرضی

بس یہ بتادے سب خیر ای ہے نا؟؟؟؟جانی تھوڑا فکر مند سا ہوا

بس خیر ہے بھی اور نہیں بھی۔۔۔۔کل بتاؤ نگی رضیہ کا جواب تھا

ٹھیک ہے میری بہن پھر کل میں جلدی آجاؤں گا بتا دینا۔۔۔

جانی نے کہا اور دونوں کو الوداع کہ کر چل پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے ان دونوں کا الوداع کہا اور واپس چل پڑا

اگلے دن صبح سات بجے کے قریب وہ کنوے کے پاس کھڑا اختر کا انتظار کر رہا تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اختر نے آتے ہی پوچھا۔۔۔کچھ کھانا پینا ہے تو گھر چلتے ہیں؟؟؟

نہیں میں روٹی کھا کر آیا ہوں جانی نے جواب دیا اور دونوں بیل گاڑی پہ سوار قصبے کی کی طرف چل پڑے۔۔۔

یار بھینس کیسی ہے جو تجھے مکھیا نے دی تھی؟؟؟اختر نے پوچھا

بھینس بہت اچھی دی مکھیا نے یار۔۔۔جانی کا جواب تھا۔۔۔۔۔۔دودھ بھی دیتی ہے

پر یار ایک بات تو بتا؟؟؟جانی نے اختر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔یہ مکھیا کی بڑی بیٹی راما کیسی لڑکی ہے؟؟؟میرا مطلب ہے گاؤں والوں کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہے؟؟؟؟

یار وہ تو بہت بھلی مانس لڑکی ہے۔۔۔سب کا خیال رکھنے والی۔۔۔۔مگر تو کیوں اس کا پوچھ رہا ہے؟؟؟کوئی چکر ہے کیا؟؟؟اختر نے ایک آنکھ دبا کر اسے چھیڑا۔۔۔۔

ارے نہیں یار۔۔۔۔۔وہ کل میں اس کے گھر گیا تو بہت خوش ہوئی تھی وہ مجھے دیکھ کر۔۔۔۔اور مادھو سے اس نے زرا اکھڑ سے لہجے میں بات کی تھی۔۔۔۔۔مجھے لگا شاید بہت غصے والی ہے؟؟؟؟جانی اختر سے کوئی بات چھپاتا نہیں تھا مگر ۔۔۔۔۔اسے ابھی یہ بتانا نہیں چاہتا تھا کہ راما اس کو بھا گئی ہے۔۔۔۔جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جاتا کہ۔۔۔۔راما واقعی اس کے لیے اپنے دل میں کوئی جزبات رکھتی ہے یا محض وہ مادھو کی ہار پہ خوش تھی۔۔۔۔

یعنی جانی کو جب تک یقین نہ ہو جاتا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگ دونوں طرف ہے برابر لگی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔وہ کسی سے کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔۔

ہو سکتا ہے تمہاری طرف سے نہ سہی راما کی طرف سے کوئی، چکر، ہو؟؟؟؟

اختر نے پہلے والے انداز میں کہا اور دونوں ہنس دیے۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

پتہ نہیں یار۔۔۔کیا پتہ ایسا ہی ہو۔۔۔۔جانی یقین و بے یقینی کی سی کیفیت سے بولا۔۔۔۔۔

تجھے پتہ ہے۔۔۔اختر نے جانی سے کہا۔۔۔۔وہ سالا مادھو بہت بڑا حرامی ہے۔۔۔ بہت عرصے سے وہ راما کے پیچھے کتے کی طرح پھر رہا ہے مگر راما اسے گھاس نہیں ڈالتی۔۔۔۔وہ تو اس سے نفرت کرتی ہے۔۔۔اس کے کرتوتوں کی وجہ سے۔۔۔۔۔

سالا ساری رات شراب میں غرق رہتا ہے۔۔۔۔۔اور تین اس کے دوست ہیں وہ بھی اسی کی طرح حرامی۔۔۔۔۔۔۔اختر نے جانی کو آگاہ کیا۔۔۔۔۔مادھو کے لیے نفرت اس کے لہجے سے صاف جھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

ہم کیا کر سکتے ہیں پیتا ہے تو پیے شراب۔۔۔ہمیں کیا؟؟؟؟ جانی نے عام سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ہاں پر تو دھیان رکھنا وہ بڑا کمینہ ہے تیرے لیے اس کے دل میں ضرور نفرت بھری ہو گی۔۔۔تو نے راما اور سارے پنڈ والوں کے سامنے اس کی عزت مٹی میں ملادی تھی اس دن میلے میں۔۔۔تو وہ یہ بات کبھی نہیں بھولے گا۔۔۔

اختر نے اسے گویا خبر دار کیا

دیکھا جائے گا۔۔۔جانی نے بے پروائی سے جواب دیا اور۔۔۔بیلوں کو ہانک لگائی۔۔۔۔۔

راما آج پھر پوجا والے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔۔۔اور سارے گھر والے اس کی اس اچانک تبدیلی پر خوشگوار حیرت میں مبتلا تھے

وہ مورتی سے کچھ دور بیٹھی ہاتھ جوڑے دل ہی دل میں مسلمانوں کے خدا سے جانی کی سلامتی کی پراتھنا کر رہی تھی۔۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے باقاعدہ دعا مانگنا نہیں آتا تھا۔۔۔نہ اس نے کبھی مانگی تھی۔۔۔بس اپنی سہیلی رضیہ کو ایک دو بار نماز پڑھ کر دعا مانگتے دیکھا تھا۔۔۔۔اور وہ اب اسی طرح دعا مانگ رہی تھی۔۔۔فرق یہ تھا کہ اس نے دونوں ہاتھ معافی کے انداز میں جوڑ رکھے تھے۔۔۔اور آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔۔۔۔۔

اسے مسلمانوں کے خدا کے ہونے کا یقین ہو چلا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ اس دن اس نے آزما لیا تھا۔۔۔۔۔اسے لگا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے جس خدا سے پراتھنا کی تھی۔۔۔اسی نے جانی کو بھیجا ہو گا۔۔۔کیونکہ جانی مسلمان تھا اس لیے مسلمانوں کے خدا نے ہی اسے اس دن بھیجا ہو گا۔۔۔۔۔

اسی لیے وہ اب جانی کے لیے اسی کے خدا سے پراتھنا کر رہی تھی جس کو جانی مانتا تھا۔۔۔۔اسے پورا یقین تھا جانی اس کا ہو جائے گا۔۔۔

یہ یقین کیوں تھا اسے خود بھی اس بات کا پتہ نہیں تھا

اب راما کے دل میں وہ بے چینی نہیں تھی۔۔۔۔ایک سکون تھا۔۔صبر تھا۔۔۔اور یقین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کو جانی واپس آ کر کنوے کے پاس کھڑا رضیہ کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

اختر اپنے گھر جا چکا تھا

انتظار تو وہ رضیہ کا کر رہا تھا مگر دل کہہ رہا تھا کہ۔۔۔۔تو رضیہ کا نہیں راما کا انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔اور نہ جانے کیوں اس نے چاہتے ہوئے بھی دل کی بات کی نفی نہیں کی۔۔۔۔۔شاید اسے راما کا بھی انتظار تھا۔۔۔۔۔۔

اس آنکھیں گاؤں سے آنے والی پگڈنڈی پر لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد دل کی مراد بر آئی۔۔۔وہ دونوں پگڈنڈی پر ایک دوسری کے آگے پیچھے چلی ارہی تھیں۔۔۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ قریب آرہی تھیں۔۔۔۔۔۔بے قراری میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔۔

قریب آکر رضیہ نے سلام کیا تو اس نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

راما دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔۔۔راما کی یہ ادا جانی کے دل کو چھو گئی۔۔اس نے مسکرا کر راما سے اس کا حال پوچھا۔۔۔۔اور رضیہ سے مخاطب ہوا۔۔۔

ہاں رضیہ بہن۔۔۔۔۔بتاؤ کیا کہنا تھا تم نے مجھے ؟؟؟

یہ سن کر راما دوسری لڑکیوں کی طرف چل پڑی۔۔۔اور رضیہ جانی کو تھوڑا پرے لے گئی۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

جانی بھائی۔۔۔رضیہ بولی

مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔۔یہ جو راما ہے نا میری سہیلی۔۔۔یہ آپ کو بہت پسند کرتی ہے۔۔۔۔محبت ہو گئی اسے آپ سے۔۔۔۔

جانی کو لگا۔۔۔رضیہ نے بات نہیں بلکہ۔۔۔۔اسے آبِ حیات پلا دیا ہے۔۔۔۔

سرشاری کی عجیب سی کیفیت اس کی رگ رگ میں دوڑ گئی۔۔۔۔

اسے کہنا وہ بھی مجھے پسند ہے۔۔۔جانی نے نظریں جھکا کر اعتراف کیا۔۔۔۔

شرم اس کے چہرے پہ واضع تھی۔۔۔۔۔

وہ بات یہ ہے کہ راما شرماتی ہے یہ کہنے سے تو اس نے مجھے کہا تمہارا بھائی جیسا ہے تو تم کہ دو اس سے۔۔۔رضیہ نے وضاحت کی۔۔۔

بھائی جیسا کیوں بھائی کہو رضیہ بہن میں نے آج تک اختر اور تم کو کبھی پرایا سمجھا ہی نہیں۔۔۔۔سگا ہی سمجھا۔۔۔۔

ہاں یہ تو ہے جانی بھائی میں جانتی ہوں۔۔۔۔۔۔رضیہ کے لہجے میں بہنوں والی عقیدت اور محبت تھی۔۔۔۔

بھائی راما آپ سے ملنا چاہتی ہے آج یا کل؟؟؟؟؟

رضیہ نے جانی سے کہا۔۔۔۔

نہیں رضیہ بہن میں آج یا کل نہیں مل سکتا۔۔۔۔جانی نے مجبوری بتائی۔۔۔۔۔دن میں تو میں قصبے جاتا ہوں کام کو۔۔۔۔رات کو آ نہیں سکتا کیونکہ آنے جانے میں وقت لگے گا تو اگلے دن کام پہ نہیں جا سکوں گا۔۔۔۔۔اس لیے اسے بولنا جمعرات کو رات کو اسی کنوے پہ آ جائے۔۔۔۔جمعہ کو میں چھٹی کرتا ہوں تو صبح ہونے سے پہلے واپس جا سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی میں راما سے پوچھ کر بتاتی ہوں رضیہ یہ کہ کر راما کی طرف چل پڑی۔۔۔

اس ساری بات چیت کے دوران راما بار بار ان دونوں کی طرف دیکھتی رہی تھی۔۔۔

اور اس کا دل بے چین سا رہا تھا۔۔۔۔۔دل میں ایک خوف سا رہا ۔۔۔۔۔۔ٹھکرائے جانے کا خوف۔۔۔۔رد کیے جانے کا خوف۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

جس دن جانی راما کے گھر گیا تھا اسی دن راما رضیہ کے گھر پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے کھل کر ساری بات اپنی بچپن کی سہیلی کو بتائی اور اس سے مدد مانگی تھی۔۔۔۔۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ یہ سب وہ خود جانی سے کہ دیتی۔۔ سو نے رضیہ کا سہارا لیا۔۔۔۔

رضیہ نے راما کو مختصر بات بتائی اور جانی کی کہی بات دہرا دی کہ وہ صرف جمعرات کو ہی آسکتا ہے۔۔۔۔

راما وصال محبوب چاہتی تھی۔۔۔چاہے اس کے لیے اسے قیامت تک کا انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑتا۔۔۔۔جمعرات تو دو دن بعد تھی۔۔۔۔

راما نے حامی بھر لی۔۔۔اور کہا اس کو بول دینا ضرور آجائے۔۔۔۔میں آدھی رات سے پہلے آجاؤنگی کنوے پہ۔۔۔۔

رضیہ نے راما کی ساری بات جانی کو بتا دی۔۔۔۔تو اس نے جمعرات کا کہہ کر جانے کی اجازت چاہی۔۔۔۔

راما کو دنیا بھر کی دولت مل گئی تھی۔۔۔۔وہ بے حد خوش تھی۔۔۔۔اتنی کہ اسے اپنا گھڑا ابھرنا بھی یاد نہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رضیہ نے اسے گھڑا ابھر کر دیا اور۔۔۔۔۔۔وہ اٹھا کر چل دی

گھڑے کا وزن بھی اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ہوا میں چل رہی ہے۔۔۔۔

خوشی سے اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگ رہے تھے۔۔۔۔

ٹھکرائے جانے۔۔۔۔۔۔رد کیے جانے کا خوف ختم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ انتظار نے لے لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وصال یار کے انتظار نے۔۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آج جمعرات تھی

جانی نے یہ دو دن جیسے گزارے تھے وہی جانتا تھا۔۔۔۔

انتظار میں لذت سے زیادہ۔۔۔اذیت ہوتی ہے

یہ اسے پہلی بار پتہ چلا تھا۔۔۔۔۔۔

رات کو وہ اپنے ڈیرے پہ ہی سوتا تھا۔۔۔۔ مگر آج اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔وہ چارپائی پہ لیٹا راما کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔۔۔قریباً ساڑھے دس بجے اس نے جانے کا ارادہ کیا۔۔۔گھڑی نام کی اس کے پاس کوئی چیز نہیں تھی محض اندازے یا چاند ستاروں سے وقت کا اندازہ لگایا جاتا تھا۔۔۔اس نے سوچا میرے پہنچنے تک راما بھی شاید آ چکی ہو۔۔۔ورنہ انتظار کر لے گا۔۔۔یہ سوچ کر

اس نے ایک نظر اپنے جانوروں پہ ڈالی لالٹین اور لاٹھی اٹھا کر اللہ کو نام لیا اور چل پڑا۔۔۔۔۔

اسے گاؤں سے جانے والے کچے راستے سے نہیں جانا تھا۔۔۔اس کا ڈیرہ پہاڑ کے پاس تھا اس نے وہیں سے پہاڑ کو عبور کرنا تھا اور کھیتوں اور ویران پڑے ٹیلوں میں سے گزر کر اندان گاؤں جانا تھا۔۔۔۔اسے کسی بھی قسم کا کوئی ڈر یا خوف نہیں تھا ۔۔۔یہ سارا علاقہ اس کا اپنا دیکھا بھالا تھا اور راستے ہاتھوں کی لکیروں کی طرح اسے ازبر تھے۔۔۔بس خطرہ اسے ان سانپوں سے تھا جو یہاں بکثرت پائے جاتے تھے۔۔۔ان کے لیے اس نے لاٹھی لے لی تھی کہ اگر کہیں کسی سانپ سے مڈبھیڑ ہو گئی تو کام آئے گی۔۔۔اس نے راکھ میں دبائی موٹی لکڑیوں کے کوئلوں کا پھر سے زندہ کیا اور تنکے ڈال کر ہوا دی تو آگ جل اٹھی۔۔۔اس نے لالٹین جلائی اور نکل پڑا۔۔۔اس دور میں آگ لگانے کا سامان بھی عام نہیں تھا۔۔۔شام

کو کوئی ایک گھر پہلے آگ جلا لیتا تو باقی سارے اس آگ سے آگ جلاتے تھے۔۔۔۔۔

اس نے پہاڑ عبور کیا۔۔۔اور نیچے اتر کر کھیتوں کے بیچ جاتی ایک پگڈنڈی پر ہو لیا۔۔۔۔یہ پگڈنڈی ان قدرتی ندی نالوں اور اونچے نیچے ٹیلوں سے ہو کر گزرتی تھی۔۔۔جہاں آج اندان گاؤں کا ایک قبرستان ہے۔۔۔۔۔

وہ بخیریت وہاں تک پہنچ گیا تھا۔۔۔۔ہوا بند تھی اور یہ بات اس کے حق میں تھی۔۔۔ورنہ لالٹین بجھ جاتی تو دوبارہ جلانے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ دھیمی رفتار سے چلتا ہوا اس کچے راستے کے قریب پہنچ چکا تھا جو اسکے گاؤں سے اندان گاؤں اور قصبے کو جاتا تھا۔۔۔۔اور اس راستے کے دوسری طرف قریب ہی اندان گاؤں کا کنواں بھی تھا۔۔۔۔۔اس نے اس کچے راستے کو پار کیا اور کنوے پہ جا پہنچا۔۔۔۔اس سارے سفر میں تقریباً اسے چالیس سے پنتالیس منٹ لگے

www.novelsclubb.com

ہونگے۔۔۔کنویے پہ اس کے سوااور کوئی ذی روح نہیں تھا۔۔۔اس نے کنوے سے پانی پیااور وہیں اس کی منڈیر پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔اس نے اپنی نظریں گاؤں سے آنے والی پگڈنڈی پر لگادی تھی۔۔۔۔لالٹین کواس نے کنوے کی دوسری دیوار کی طرف لگادی تھی۔۔۔چونکہ کنواں زمیں سے دوفٹ اونچا بنایا گیا تھاتا کہ کوئی جانور۔۔۔انسان یاحشرات اچانک کنوے میں نہ گرے۔۔۔اس لیے لالٹین کی روشنی اندان گاؤں سے چھپ گئی تھی۔۔۔۔

گاؤں سے آتی پگڈنڈی کے دونوں طرف کھیت تھےاوراس میں اس وقت تقریباً تیار فصل کھڑی تھی۔۔۔جس سے راستہ چھپ سا گیا تھا۔۔۔اس کی نظریں مسلسل آنے والے راستے پر تھیں۔۔۔

اسے بیٹھے کافی دیر ہوگئی تھی مگر راما کا کوئی اتاپتا نہیں تھا۔۔۔اسے لگا شاید وہ آج نہ آنے پائے؟؟؟

www.novelsclubb.com

وہ ابھی سوچ میں ہی تھا کہ کیا کرے؟؟؟ اتنے میں پگڈنڈی پہ ایک ہیولہ سا آتا دکھائی دیا۔۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور اس کی طرف چل پڑا۔۔۔ اس کے دل کی صدا تھی کہ یہ راما کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ اس کی طرف بڑھتا گیا ہیولہ واضع ہوتے ہوتے جیسے چاند میں تبدیل ہو گیا۔۔ یہ راما ہی تھی۔۔۔ اسے لگا جیسے ہر طرف روشنی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ اندھیری راتیں تھیں۔۔۔

راما نے آتے ہی ہاتھ جوڑ کر حسب عادت اسے پرنام کیا۔۔۔ تو اسے کے لبوں پہ تبسم پھیل گیا۔۔۔۔

دیر کر دی؟؟؟ خیر تھی راما۔۔۔ اس نے بے تابی سے سوال کیا

ہاں پتہ جی آج زرا لیٹ باڑے میں گئے تھے اس لیے دیر ہو گئی۔۔۔ شما (معافی) چاہتی ہوں۔۔۔ راما نے معصومیت سے ہاتھ جوڑ دیے۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔ جانی کو اچھا نہیں لگا تھا اس کا یوں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنا۔۔۔ میں تو ایسے پوچھ رہا تھا۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانی دوسرے لوگوں کی طرح ان پڑھ ضرور تھا۔۔ مادھو کی طرح کمینہ نہیں تھا ۔۔ عورتوں کی عزت کرنا جانتا تھا۔۔۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کنوے کی منڈیر پہ آبیٹھے۔۔۔ ہم کو ایسے ہی ساتھ ساتھ رکھنا مسلمانوں کے خدا۔ راما کے دل سے صدا نکلی تھی۔۔۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کا احوال پوچھا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔۔

راما کو جھجک سی تھی۔۔۔ اسے جانی سے کوئی خطرہ نہیں تھا نہ کوئی اور ڈر۔۔۔۔۔

یہ دورِ حاضر کی نام نہاد محبت نہیں تھی کہ اپنے ہی محبوب سے اپنی عزت کا خطرہ ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے بس ایک جھجک سی تھی اور بس۔۔۔۔۔

راما۔۔۔۔۔ جانی نے اسے پکارا

بولیے جی۔۔۔ راما کی دھیمی سی آواز ابھری تھی۔۔۔

اندھیری رات اور چاروں طرف ہو کا عالم تھا۔۔۔۔۔خاموشی ایسی تھی کہ ۔۔۔ کیڑے بھی چلتے تو ان کے قدموں کی آواز بھی آتی۔۔۔ایسے عالم میں کنوے کی منڈیر پہ بیٹھے وہ دونوں کوئی روحیں لگ رہیں تھی۔۔۔دوسری طرف رکھی لالٹین کی لو زندگی سے لڑنے کی اپنی سی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔دور سے اگر کوئی ان کو یوں بیٹھے دیکھ لیتا تو۔ صبح ضرور لوگوں سے کہتا پھرتا کہ میں نے رات کنوے پہ بھوت دیکھے تھے۔۔۔۔۔

راما۔۔۔۔۔۔۔جانی کی آواز نے ایک بار پھر سکوت توڑا۔۔۔۔

کچھ کہو گی نہیں؟؟؟؟

میں کیا کہوں جی۔۔۔آپ ہی کچھ بول دیں۔۔۔راما بھی اسی کیفیت میں تھی۔۔۔شاید اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ جانی کے ساتھ بیٹھی ہے؟؟؟۔۔کل تک جس کی ایک جھلک کو ترس رہی تھی آج اس کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔بے حد خوش تھی وہ۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

آپ کے گاؤں کا کیا نام ہے جی؟؟؟آخر راما نے ہمت کر کے جانی سے پوچھ ہی لیا۔۔۔

جانی نے اسے اپنے گاؤں کا نام بتایا۔۔۔تو راما بولی اچھا وہ تو میں دیکھا ہے

میں نے آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔اس دن میلے میں دیکھا۔۔۔۔راما بات سے بات نکال کر جانی کے منہ سے الفاظ سننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ہاں اس دن میں میلہ دیکھنے گیا تھا۔۔۔کشتی کا ارادہ نہیں تھا مگر۔۔۔۔۔۔

آپ نے بہت اچھا کیا اس دن مادھو کا غرور توڑ کر۔۔۔راما نے اس کی بات کاٹی۔۔۔میرے دل کو بہت سکون ملا تھا اس دن۔۔۔بہت خوشی ہوئی تھی مجھے۔۔۔اور ماتا پتا اور میری دیدی بھی خوش تھے۔۔۔

بس اللہ نے عزت رکھ لی میری اس دن۔۔۔جانی نے عاجزی سے کہا۔۔۔

لفظ اللہ ﷻ راما نے پہلے بھی سن رکھا تھا مگر جانی کے منہ سے یہ لفظ سن کر اسے ایک عجیب سی تمانیت اور یقین کا احساس ہوا تھا۔۔۔

پھر راما نے اس دن کی ساری بات جانی کو بتائی کہ کیسے اس نے دعا کی خدا کو پکارا اور کیسے جانی عین اسی وقت ان کے گھر آ گیا۔۔۔۔۔

جانی دوسرے مسلمانوں کی طرح ایک عام سا مسلمان تھا مگر۔۔۔۔۔۔۔خدا پہ یقین و ایمان اس کی گھٹی میں تھا

نماز پڑھتا تھا دعا مانگتا تھا۔ کھرا انسان تھا دل کا سچا مسلمان۔۔۔۔۔

راما کے منہ سے اپنے خدا کی تعریف سن کر اسے بے حد بھلا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

راما۔۔۔۔تم خدا کو مانتی ہو؟؟؟اس نے یونہی تجسس کی خاطر پوچھ لیا۔۔۔

راما کے جواب نے اس کے پورے جسم میں ایک سکون بھر دیا تھا۔۔۔

پہلے تو میں کسی کو بھی نہیں مانتی تھی۔۔۔۔راما گویا ہوئی

نہ بھگوان کو نہ مسلمانوں کے خدا کو مگر۔۔۔۔۔اس دن جب تم ہمارے گھر آئے تھے۔۔۔اس دن مجھے لگا تھا کہ کوئی ہے ضرور۔۔۔۔جو ہماری سن کر پوری بھی کر دیتا ہے۔۔۔۔

بات سے بات نکلتی گئی اور وقت گزرتا رہا۔۔۔۔

پھر جانی کو ہی خیال آیا کہ راما کو اب واپس چلے جانا چاہیے۔۔۔۔اس نے راما سے کہا چلو میں تمہیں گھر تک چھوڑ آؤں پھر چلا جاؤں گا۔۔۔۔

رامانے کہا بھی میں چلی جاؤں گی مگر وہ نہیں مانا اور دونوں پگڈنڈی پہ آگے پیچھے چل پڑے۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

رامانے اس سے اگلی جمعرات کو ملنے کا وعدہ لے لیا تھا۔۔۔وہ راما کے گھر سے زرا دور کھیتوں میں ہی کھڑا رہا۔۔۔ مگر اس کی نظریں اس وقت تک راما پر جمی رہیں جب تک وہ اپنے گھر کی دہلیز پار نہیں کر گئی۔۔۔۔دروازے پہ کھڑے ہو کر راما نے ایک بار پیچھے مڑ کر اس جگہ دیکھا تھا جہاں جانی کھڑا تھا مگر۔۔۔اندھیرے میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے صرف لالٹین کی ہلکی سی لو ہی نظر آئی تھی۔۔۔جس سے اسے لگا تھا کہ جانی ابھی بھی کھڑا ہے۔۔وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی۔۔۔جانی واپس مڑ گیا۔۔۔کنوے سے ہوتا ہوا وہ جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے واپس ڈیرے پہ پہنچ گیا۔۔۔۔چار پائی پہ لیٹا تو اس کو پھر راما کے تصور نے آگھیرا۔۔۔۔وہ کتنی پیاری ہے اس نے سوچا اور بھولی بھی۔۔۔مگر بہادر ہے جو مجھ سے ملنے آ گئی تھی ڈر بھی نہیں لگا اس کو؟؟؟؟وہ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے کیا پتہ وہ بھی تو کیسی کیسی جگہ سے گزر کر ملنے گیا تھا۔۔۔۔

اسے شاید خبر نہیں تھی کہ۔۔۔

www.novelsclubb.com

محبت بزدل سے بزدل آدمی کو بھی بہادر بنا دیتی ہے۔۔۔۔

پھر نہ جانے کب اس کی آنکھ لگی۔۔۔

اللہ اکبر کی صدا اس کے کانوں میں پڑی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔۔۔اتنی جلدی صبح ہو گئی؟؟؟اس نے سوچا

وہ ابھی پورا طرح بیدار نہیں ہوا تھا۔۔۔اسے پتہ ہیں نہیں چلا تھا کہ وہ ساری رات وصال یار میں گزار چکا تھا۔۔۔کچھ دیر اور نہ آتا تو راستے میں ہی فجر ہو جاتی اسے۔۔۔۔۔

اس نے اٹھ کر نماز پڑھی۔اپنے کام کیے اور دودھ لیکر گھر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔۔جمعہ کو وہ قصبے نہیں جاتا تھا۔۔۔

پھر یہ اس کا معمول ہو گیا۔۔

اسے جمعرت کا انتظار رہنے لگا تھا۔۔۔زندگی کا ایک جز ہی بن گیا تھا جیسے یہ۔۔۔۔۔۔۔۔

جس دن جمعرات ہوتی وہ ستارے دیکھ کر وقت کا اندازہ کر کے نکل پڑتا۔۔ایک دو دفعہ سانپوں سے بھی سامنا ہوا تھا مگر بھاگ گئے تھے یا جانی کے ہو تھوں مارے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔سانپ آج بھی پوٹھوہار میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔۔۔۔

راما اب بہت خوش رہتی تھی۔۔۔وہ پوجا والے کمرے میں روز جاتی تھی اس کے ماتا پتا خوش تھے کہ راما پوجا کرنے لگی ہے مگر۔۔۔۔یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کمرے میں پراتھنا کرنے ضرور جاتی تھی مگر۔۔۔۔مسلمانوں کے خدا سے ۔۔۔اسے خدا پہ یقین سا ہو چلا تھا۔۔۔۔اور اس یقین میں زیادہ ہاتھ جانی کا بھی تھا۔۔۔وہ اکثر بات میں کہ دیتا تھا۔۔۔اللہ کر یگا۔۔۔اور راما کو یقین ہو جاتا تھا کہ ہو گا۔۔۔۔اس کے محبوب کی ہر بات اس کے لیے حرف آخر تھی۔۔۔۔جانی نے اسے کبھی مسلمان ہونے کا نہیں کہا تھا مگر۔۔۔۔یہ ضرور کہتا تھا کہ۔راما ہماری شادی کیسے ہو گی ؟؟؟ ہمارے مذہب الگ ہیں۔۔۔۔اور راما ہر بات ایک ہی جواب

دیتی تھی۔۔۔کہ میں تمارے سوا کسی اور سے شادی کر ہی نہیں سکتی۔۔۔وقت آئے گا تو دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔

ان کی محبت اور ملاقات کی بات اب تک تین لوگوں کے سوا اور کسی کو نہیں پتہ تھی۔۔۔رنجیت سنگھ۔۔۔اختر اور رضیہ کے سوا۔۔۔

پھر ایک رات وہ ملنے آیا تو راما نے اسے بتایا کہ۔۔۔آج مادھو کا پتا مادھو کے لیے میرا ہاتھ مانگنے آیا تھا۔۔۔۔پھر تمہارے پتا نے کیا کہا؟؟؟؟ جانی بے چین ہو گیا تھا۔۔۔پتا جی نے جواب دے دیا مادھو ان کو پسند ہی نہیں۔۔۔اور میں نے بھی کہہ دیا تھا کہ میں مر جاؤں گی پر مادھو سے شادی نہیں کرونگی۔۔۔۔۔۔۔

جانی کو کچھ حوصلہ ہوا

ہم دونوں کہیں بھاگ جاتے ہیں۔۔۔۔۔راما کے الفاظ جانی کو حیرت زدہ کر گئے۔۔۔اس نے اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔اسے لگتا تھا راما اپنے گھر والوں کو منا کر اس سے شادی کر لے گی مگر۔۔۔اسے علم نہیں تھا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔۔۔۔۔ان کے پاس بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔اگر دونوں ساتھ جینا مرنا چاہتے تھے ورنہ۔۔۔۔وہ دونوں الگ الگ مذہب کے تھے۔۔۔۔بہتر ہوتا ایک دوسرے کو بھول جاتے۔۔۔۔۔مگر انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دونوں کبھی الگ نہیں ہونگے چاہیے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

مادھو رام اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا شراب پیے جا رہا تھا۔۔۔اسے یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ راما کے پتا نے اس کے رشتے کو ٹھکرا دیا ہے۔۔۔وہ یہ تو جانتا تھا کہ راما اسے پسند نہیں کرتی مگر۔۔۔اس بات کی اسے توقع نہیں تھی کہ اس کا تایا بھی اس

کے حق میں نہیں ہے۔۔۔وہ غصے میں تھااور ایک ہی بات دہرائے جارہا تھا۔۔۔راما میری ہے۔۔۔میں سالی کو گھر سے اٹھالاؤنگا۔۔۔۔اپنے تایا کو جانتا ہے ناتو؟؟؟ اس کے دوست نے اس سے کہا۔۔۔وہ مکھیاہیں گاؤں کے تجھے اور تیرے سارے پریوار کو گاؤں سے نکلوادیں گے۔۔۔

تائے کی تو۔۔۔۔۔مادھونے اپنے بھگوان داس کو گالی دی۔۔۔۔

دیکھ لونگامیں سب کو۔۔۔دیکھ لونگا۔۔۔۔شراب نے اس کی سوچنے کی تمام صلاحیتیں سلب کرلی تھی۔۔۔۔۔اور وہ اول فول بکے جارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے دوست بھی اس کے کردار کے ہی تھے سارادن آوار گردی اور مادھو کے خرچے پہ شراب پینے کے علاوہ ان کو اور کوئی کام نہیں تھا۔۔۔۔۔۔میں سالی راما کو نہیں چھوڑونگامادھونے غصے سے کہا۔۔۔تم میں سے کون کون میرے ساتھ ہے ؟؟؟وہ اپنے دوستوں سے مخاطب ہوا۔۔ایک لمحے کو تو سب کو چپ لگ گئی۔۔۔۔سالے بولتے کیوں نہیں؟؟مادھونے غصے سے ان کی طرف

دیکھا۔۔۔مفت کی شراب پیتے رہے ہو آج کام پڑا تو سالوں کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔۔مادھو نے طعنہ دیا تو اس کے دوستوں نے نشے میں ہاں کر دی۔۔۔ہم سب ساتھ ہیں تیرے مادھو کرو جو کرنا ہے۔۔انہوں نے مادھو کو یقین دلایا کہ وہ اس کے ساتھ ہیں۔۔ویسے بھی مفت کی شراب کوئی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا ۔۔۔۔کام ہو گیا تو میں سب کو پیسہ دھیلا بھی دونگا اور شراب کو دو بوتل ایک آدمی کو۔۔۔۔۔مادھو نے ان کو لالچ دیا۔۔۔تو سب کی رال ٹپکنے لگی

چلو پھر ابھی چلتے ہیں اور اٹھا لاتے ہیں سالی کو۔۔۔۔مادھو ایک دم جوش میں آگیا ۔۔۔ابھی؟؟؟؟سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔ہاں ابھی مجھ سے اور صبر نہیں ہوتا مجھے اپنی بے عزتی کا انتقام لینا ہے راما اور اس کے پریوار سے۔۔چلو مادھو اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔تو وہ بھی سب اس کے ساتھ تیار ہو گئے۔۔۔۔کسی نے کرپان اٹھالی۔۔تو کسی نے برچھی اور راما کے گھر کی طرف چل پڑے۔۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

رات کافی بیت چکی تھی۔۔۔جانی راما کو اس کے گھر چھوڑنے آیا۔۔۔راما جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچی اس نے مڑ کر ایک بار جانی کو دیکھنا چاہا۔۔۔۔لالٹین کی ہلکی سی لو اس کے موجود ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔۔۔راما کو تحفظ کا احساس ہوا۔۔۔بے ساختہ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔اور وہ اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔۔

جانی مڑا اور واپس چل دیا۔۔۔۔

مادھو اپنے دوستوں کے ساتھ راما کی گھر والی گلی کے سرے پہ پہنچ چکا تھا۔۔۔ابھی وہ اس کے گھر سے تھوڑا دور ہی تھا کہ۔۔۔اس نے کھیتوں کی طرف پگڈنڈی سے ایک سائے کو راما کے گھر کی طرف آتے دیکھا۔۔۔۔وہ سایا راما کے دروازے پہ پہنچ کر ایک لمحے کا رکا۔۔۔اس نے مڑ کر پھر اس پگڈنڈی کی طرف دیکھا اور گھر میں داخل ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مادھو اور اس کے ساتھی دم سادھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔نشے میں ہونے کے باوجود مادھو کو پہچاننے میں دیر نہیں لگی کہ یہ۔۔۔۔راما ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مادھو آگے آنے کی بجائے اپنے دوستوں کو لیکر واپس حویلی چلا گیا۔۔۔اس کے ذہن میں بس ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا کہ۔۔۔راما اس وقت کہاں سے آئی ہے۔۔۔۔اور کیوں؟؟؟ جس کا اظہار اس نے اپنے دوستوں سے بھی کر دیا۔۔۔۔کسی کے پاس کوئی ٹھوس جواب نہیں تھا۔۔۔وہ سب اندازے ہی لگا سکتے تھے سو لگاتے رہے۔۔۔۔۔مادھو اور اس کے دوستوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس وقت جانی سے مل کر آرہی ہے۔۔۔۔۔۔مادھو نے شراب کی بوتل کھولی اور پینے بیٹھ گیا۔۔۔۔ تجسس سے اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

کل سے ایک آدمی رات کو راما کے گھر کی چوکیداری کریگا۔۔۔اس نے اپنے دوستوں سے کہا۔۔۔پتہ تو لگے سالی جاتی کہاں ہے؟؟؟؟کسی سے ملنے تو نہیں جاتی؟؟؟

ایک نے حامی بھری کہ کل وہ رات کو راما کے گھر کی نگرانی کریگا۔۔۔۔مادھو نے اسے ایک بوتل کا لالچ دیا۔۔۔اور کہا اگر تو نے پتہ لگا لیا کہ وہ کہاں جاتی ہے تو پورے تین روپے تجھے دان کرونگا۔۔۔اور ایک بوتل الگ سے دونگا۔۔۔۔۔اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔۔۔اس کے لیے اتنا انعام ہی کافی تھا۔۔۔میں پتہ کرکے چھوڑونگا مادھو۔۔۔۔تو چنتا نہ کر۔۔۔اس کے دوست نے جوش سے زیادہ لالچ سے کہا تھا۔۔۔۔۔اور پھر اگلی رات سے معمول ہو گیا جیسے ہی رات ہوتی دو آنکھیں راما کے گھر کا طواف شروع کر دیتیں۔۔۔۔۔پورے پانچ دن اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا تو نگرانی کرنے والا اکتا گیا۔۔۔۔اوپر سے روز مادھو بھی اسے طعنے دیتا۔۔۔آیا بڑا جاسوس۔۔۔ابھی تک یہ پتہ نہیں کر سکا وہ کدھر جاتی

www.novelsclubb.com

ہے ؟؟؟؟بول رہا تھا میں پتہ کر کے دونگا۔۔۔۔۔تو چنتا نہ کر۔سالے مفت کی شراب پینے آجاتے ہیں۔۔۔کام کا ایک بھی نہیں ہے۔۔۔مادھوان کو جتنا بھی ذلیل کرتا مگر وہ مفت کی شراب ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔۔سو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے تھے۔۔۔۔غیرت انا ان میں کسی میں نام کو بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔اگلی رات مادھو کا دوسرا دوست راما کے گھر کی نگرانی پہ تھا۔۔۔۔۔وہ نظریں دروازے پہ لگائے ایک جگہ چپکا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔آج جمعرات تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔رات کچھ ہی گزری ہو گی۔۔۔نگرانی کرنے والے کو شراب اور نیند نے تقریباً بے بس کر دیا تھا۔۔۔بہت مشکل سے وہ آنکھیں پھاڑے بیٹھا تھا۔۔۔۔عین ممکن تھا کسی پل نیند کی آغوش میں چلا جاتا کہ۔۔۔۔۔۔راما کے گھر کا دروازہ کھلا اور۔۔۔۔۔آہستہ سے ایک سایہ سا باہر نکلا۔۔۔اس سائے نے دھیرے سے دروازہ بند کیا اور کنوے کی طرف جانے والی پگڈنڈی پر چل پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

جانی نے اندازے سے وقت کا تعین کیا۔۔لالٹین جلائی اور ڈیرے سے نکل پڑا۔۔۔۔۔پہاڑ عبور کر کے مقررہ راستے پہ چلتا ہوا وہ کنوے پہ جا پہنچا ۔۔۔۔۔۔کچھ ہی دیر بعد راما بھی آگئی۔۔۔۔دونوں نے ایک دوسرے کا حال احوال پوچھا اور۔۔۔۔کنوے کی منڈیر پہ بیٹھ گئے۔۔۔۔۔ان کو خبر بھی نہیں تھی کہ آج وہ اکیلے نہیں ہیں۔۔۔۔کچھ ہی دور کھیت سے دو آنکھیں ان کو دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔دونوں باتوں میں مگن ہو گئے۔۔۔۔

جانی۔۔۔۔راما جانی سے مخاطب ہوئی۔۔۔کہیں دور چلتے ہیں یہاں سے ۔۔۔بھاگ چلتے ہیں۔۔۔ایسا نہ ہو میرے پتا جی میرا رشتہ کر دیں کہیں۔۔۔پھر مت بولنا راما بے وفا نکلی۔۔۔۔جانی کے سامنے ایک لمحے کو اس کے گھر والوں کے چہرے آئے۔۔۔۔وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ راما کو لیکر کہیں بھاگ جائے تو اس کے گھر والوں کا کیا ہو گا؟؟؟

راما۔۔۔میں تجھے کسی اور کا نہیں ہونے دونگا۔۔تو چنتا نہ کیا کر۔۔۔جانی کی آواز میں یقین تھا محبت تھی۔۔۔۔راما کے لیے ویسے بھی جانی کی کہی ہر بات اس کے لیے حرف آخر تھی۔۔۔۔اسے یقین تھا جانی پہ۔۔۔بے حد یقین۔۔۔۔۔دیکھ جانی میں صرف تیری ہوں بس۔۔۔کوئی اور مجھے چھو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔راما کے لہجے میں عزم تھا۔۔۔۔اگر میری تجھ سے شادی نہ ہوئی نا تو میں خود اپنی چتا جلا لونگی۔۔۔۔یہ دیکھو۔۔۔۔سچ کہتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے دوپٹے کے نیچے سے ایک چھوٹا سا خنجر نکال کر جانی کو دکھایا۔۔۔۔ایسے نہ بولا کرو۔۔۔راما کے الفاظ سے جانی کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔۔اور اس کے مرمریں ہاتھوں میں خنجر دیکھ کر حیرانگی۔۔۔۔۔۔یہ تم نے کہاں سے لیا؟؟؟؟یہ میرے پتا کا ہے جانی کے سوال پہ راما نے جواب دیا۔۔۔۔۔میں اسے ساتھ لیکر آتی ہوں پر بتایا نہیں تمہیں ۔۔۔۔۔۔وہ مسکرا دی تھی۔۔۔۔۔۔جانی بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بھی کسی اور سے شادی نہیں کرونگا کبھی یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔۔صرف تم سے ہی

کرونگا۔۔۔ تھوڑا وقت گزرنے دے ہم یہاں سے کہیں اور جاکر شادی کرلیں گے۔۔۔۔ پھر جب بات آئی گئی جائے گی تو چپکے سے واپس آجائیں گے۔۔۔ جانی نے اس کو تسلی دی۔۔۔۔ راما خوش ہوگئی تھی۔۔۔۔ راما نے اپنے دوپٹے کے پلو سے بندھے کچھ تحفے جانی اور اس کی چھوٹی بہن کے لیے دیے جس میں چاندی کی دو چوڑیاں بھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رات اور گہری ہوگئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے راما سے واپس جانے کو کہا اور۔۔۔ اس کو لیکر اس کے گھر کی طرف چلا۔۔۔ ۔۔۔ راما جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی جانی واپس پلٹا اور اپنے گاؤں کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

اگلے دن مادھو رام کی حویلی میں اس کا، جاسوس، اسے بڑے جوش سے بتا رہا تھا کہ ۔۔۔ کیسے اس نے ساری رات راما کے گھر کا پہرا دیا اور پھر بڑی مشکل سے پتہ لگایا کہ وہ کہاں جاتی ہے؟؟؟؟ مادھو نے جزباتی ہوکر اسے دو بوتل انعام میں

دی۔۔۔اور ساتھ تین روپے بھی۔۔۔ تین روپے بہت رقم تھی۔۔۔اس کے دوست کے لیے جس کو دھیلہ بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔۔۔تو یہ بتاوہ کون ہے جس سے راما ملنے گئی تھی؟؟؟؟مادھو نے نفرت اور غصے کے ملے جلے جزبات سے پوچھا۔۔۔۔

اس کا مجھے پتہ نہیں چل سکا یار۔۔۔اس کے دوست نے بے بسی سے جواب دیا۔۔۔بس اتنا دیکھا۔۔۔ایک بتی دوسری طرف سے آئی تھی۔۔۔آدمی کی پہچان نہیں کر پایا میں۔۔۔۔۔

آدمی کا بھی پتہ کر لیں گے۔۔۔تو چنتا نہ کر۔۔۔مادھو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔اتنا بہت ہے جو خبر لایا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو کام کا آدمی ہے۔۔۔۔مادھو نے اس کی تعریف کی تو اس کے دانت نکل آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مادھو کو راما کے معمول پتہ لگ گیا تھا کہ۔۔۔۔وہ صرف جمعرات کو ہی جاتی ہے

آنے والی جمعرات کو مادھو اور اس کا، جاسوس، پہلے سے ہی کنوے کے قریب ترین کھیت میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔وہ بتی (لالٹین) والے کا سراغ لگانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔جانی اور راما اس بات سے بے خبر کہ کوئی ان کے اتنا قریب چھپا بیٹھا کہ ان کی باتیں بھی سن سکتا ہے۔۔۔۔۔۔اپنی ہی دھن میں مستقبل کے سپنے بن رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے وقت پہ جانی نے راما کو اس کے گھر چھوڑا اور۔۔۔واپس آگیا۔۔۔ان کے جانے کے بعد مادھو اور اس کا دوست بھی کھیت سے نکل آئے تھے۔۔۔اور اب مادھو اپنے دوست سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔یہ تو سالا جانی ہے رے؟؟؟حیرت سے زیادہ اس کے لہجے سے نفرت جھلک رہی تھی۔۔۔۔اس کا بھی کچھ کرتے ہیں۔۔۔مادھو نے کہا۔۔۔اس سے تو مجھے ویسے بھی اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا ہے۔۔۔ بھگوان نے موقع دے دیا؟؟؟مادھو خوش تھا کہ ایک تیر سے دو شکار کر لے گا۔۔۔۔جانی اور راما دونوں نے انتقام لے لے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

کئی جمعراتیں خیریت سے گزر گئیں۔۔۔مادھو کی طرف سے کوئی ہل چل نہ ہوئی۔۔۔البتہ ہر جمعرات کو اس کا کوئی ایک دوست راما کے گھر کے باہر ضرور موجود ہوتا تھا۔۔۔۔۔مادھو کو اس کے ایک دوست نے مشورہ دیا تھا کہ ساری بات بھگوان داس کے کانوں میں ڈال دی جائے۔۔۔شاید وہ بدنامی کے خوف سے مادھو سے راما کی شادی کرا دے۔۔۔۔۔مگر مادھو اس سے متفق نہیں تھا۔۔وہ جانتا کہ اس کا تایا اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔۔۔ایسی کسی بھی بات کو وہ رشتے سے انکار کے بدلے میں الزام تراشی سمجھتا۔۔۔۔اور ویسے بھی مادھو کے دل میں راما کے لیے محبت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔۔۔وہ تو بس اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔جس کا اس نے اب دوسرا طریقہ سوچ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیرہ دسمبر انیس سو پینتالیس۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آج جمعرات تھی اور جانی کو رات ہونے کا انتظار۔۔۔وصال یار کی خوشی میں جلدی جلدی اس نے رات کا کھانا کھایا اور ڈیرے پہ جا پہنچا۔۔۔

مادھو رام اور اس کے دوست مادھو رام کی حویلی میں بیٹھے شراب پیے جا رہے تھے۔۔۔انہوں نے منصوبہ بنا لیا تھا کہ آج رات جانی اور راما سے انتقام لیا جائے گا۔۔۔ان کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ راستے میں ہی جانی کا کام تمام کریں گے۔۔۔اتنی دیر میں راما بھی اپنے محبوب سے ملنے کنوے پہ پہنچ جائے گی پھر اس سے نمٹ لیا جائے گا۔۔۔۔۔جو کام وہ کرنے جا رہے تھے ان کا نشے میں ہونا اور ضروری ہو گیا تھا۔۔۔آنے والے لمحات کا سوچ کر مادھو کے جسم میں سنسنی سی دوڑ رہی تھی۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ رات جلد سے جلد گزرے۔۔۔۔رات کے تقریباً نو ساڑھے نو کا وقت ہو گا۔۔۔وہ سب حویلی سے نکلے۔۔۔ایک نے برچھی اٹھالی تھی دوسرے نے کرپان۔۔ایک کو کچھ اور نہ ملا تو اس نے لوہے کا ایک دو ہاتھ لمبا کیل نما سریا اٹھا

لیا۔۔مادھو کے پاس خنجر تھا۔۔۔۔۔۔وہ چاروں پہلے سے ہی جا کر جانی کے آنے
والے راستے کے دونوں طرف کے کھیتوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔

جانی ڈیرے پہ آتے ہی کمرے میں پڑی چارپائی پہ لیٹ گیا۔۔اسے مقررہ وقت کا
انتظار تھا۔۔۔سردی عروج پر تھی۔۔۔اس نے رضائی اپنے اوپر کھینچ لی۔۔۔۔۔
راما۔۔راما۔۔۔۔۔اس کی آنکھ اس خواب سے کھلی تھی جس میں وہ خود کو دور دور
تک بکھرے ٹیلوں کے بیچ خود کو تنہا گھومتا دیکھ رہا تھا۔۔۔اور پاگلوں کی طرح
راما۔۔۔راما۔۔۔پکار رہا تھا۔۔۔میں سو گیا تھا؟؟؟اس نے خود سے سوال
کیا۔۔اس کی دھڑکنیں ابھی بھی بے ترتیب تھی۔۔۔۔یہ کیسا خواب تھا میرے
اللہ ﷻ؟؟؟خیر کرنا۔۔اس نے دل ہی دل میں دعا کی۔۔۔پھر اسے یاد آیا اس
نے تو آج راما سے ملنے جانا تھا۔۔۔وہ دوڑ کر باہر نکلا اور آسمان کی طرف
دیکھا۔۔۔۔اس کے اندازے کے مطابق وہ آج تھوڑا لیٹ تھا۔۔۔خیر ہے راما

ابھی نہیں آئی ہو گی۔۔میں زرا جلدی چل لو نگا۔۔۔اس کے آنے سے پہلے پہنچ جاؤ نگا کنوے پہ۔۔۔اس نے سوچا۔۔۔اور لالٹین جلائی۔۔۔لاٹھی اٹھائی چادر اوڑھ کر چل پڑا۔۔۔۔رات بے حد سیاہ اور ٹھنڈی تھی۔۔۔

مادھو اور اس کے ساتھیوں کو کھیتوں میں بیٹھے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔لگتا آج نہیں آئے گا وہ۔۔؟؟؟مادھو کے دوست نے سرگوشی کی۔۔۔۔

وہ سب چادروں میں لپٹے کھیتوں میں بیٹھے کھیت کا ہی ایک حصہ لگ رہے تھے۔۔۔

دو راستے کے ایک طرف بیٹھے تھے اور۔۔۔دو دوسری طرف۔۔۔۔وہ آئے گا ۔۔۔۔ضرور آئے گا۔۔۔۔مادھو نے اپنے دوست سے کہا۔۔۔اس کی موت اسے لیکر آئے گی آج۔۔۔۔۔۔ان سب کی نظریں آنے والے راستے پہ لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔دور سے انہیں لالٹین کی ہلکی سی لو ہلتی نظر آئی۔۔۔۔۔ان کے جسم میں سنسنی سی پھیل گئی اور آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کر لیا۔۔۔۔۔جیسے

جیسے لالٹین کی لو قریب آتی جا رہی تھی ان کے دل کی دھڑکنیں بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔اور پھر لالٹین ان کے بلکل قریب پہنچ گئی۔۔۔۔رات سیاہ تھی لالٹین ایک ہیولے کے ہاتھ میں تھی۔۔جو آہستہ آہستہ کچھ گنگناتا آرہا تھا۔۔۔کوئی پرانا گیت تھا شاید۔۔۔الفاظ واضع نہیں تھے۔۔۔۔۔جیسے ہی وہ ہیولہ ان سے دو قدم آگے نکلا۔۔پیچھے سے اس پہ قیامت ٹوٹ پڑی۔۔۔۔مادھو کے کا ایک دوست اچانک اٹھا اور پیچھے سے اس پہ چادر ڈال کر اسے قابو کیا۔۔۔دوسرے نے وقت ضائع کیے بغیر برچھی اس کے پیٹ میں اتار دی تھی۔۔۔اس نے تڑپ کر خود کو چھڑانا چاہا۔۔۔لالٹین اس کے ہاتھ سے دور جا گری تھی اور بجھ گئی تھی۔۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا۔۔۔۔کیل نما سریا اس کی پسلیوں سے پار ہو چکا تھا ۔۔۔سریا مارنے والے نے اسے نکالنے کی بھی زحمت نہیں کی۔۔۔۔وہ بے سدھ ہو کر قابو کرنے والے کی بانہوں جھول گیا۔۔۔مادھو کے دل میں رقابت حسد کا آتش فشاں ابل رہا تھا وہ کیوں پیچھے رہتا۔۔۔اس نے نیچے پڑے پڑے اس پہ خنجر

کے دو تین وار کیے اور نفرت بھرے لہجے میں بولا۔۔۔مادھو سے ٹکراتا ہے؟؟؟؟رات اندھیری تھی انہیں کسی کے آنے یا دیکھ لیے جانے کا کوئی ڈر نہیں تھا۔۔انہوں نے اسے ایسے ہی چادر میں لپٹے لپٹائے اٹھایا اور راستے سے دور اس گڑھے میں پھینک دیا۔۔جو وہ دن میں یہاں دیکھ چکے تھے۔۔۔ایک نے اس کی لاٹھی اور لالٹین بھی اٹھائی اور اسی کے ساتھ گڑھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔۔۔۔مادھو کا آدھا انتقام پورا ہو چکا تھا۔۔اس نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور کنوے کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

انہوں نے اس پہ مٹی ڈالی اور مادھو اپنے دوستوں کو لیکر کنوے کی طرف چل پڑا۔۔۔

www.novelsclubb.com

راما جب کنوے پہ پہنچی تو وہاں جانی کو غیر موجود پایا۔۔۔آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ کنوے پہ آئی ہو اور جانی موجود نہ ہو۔۔۔جانی ہمیشہ راما سے پہلے

پہنچ جاتا تھا۔۔۔جانی آرہا ہوگا۔۔۔اس نے سوچا اور کنوے کی منڈیر پہ بیٹھ
گئی۔۔۔اسے جانی کے نہ ہونے سے تھوڑا خوف سا محسوس ہو رہا تھا مگر۔۔۔وہ دل
مضبوط کیے بیٹھی رہی۔۔۔۔اسے بیٹھے کچھ دیر ہو گئی تھی۔۔۔وہ بار بار جانی کے
آنے والے راستے کی طرف دیکھ رہی تھی مگر رات اتنی سیاہ تھی کہ چند قدم آگے
کچھ نظر نہیں آتا تھا۔۔۔۔اسے اب فکر ہونے لگی تھی۔۔۔وہ اسی طرف ہی دیکھ
رہی تھی کہ۔۔۔۔اچانک اس کے عقب سے چار سائے نمودار ہوئے۔۔۔وہ
آہٹ سن کر پلٹی مگر۔۔۔دیر ہو چکی تھی۔۔۔وہ جیسے ہی پلٹی عین اس کے سر پہ پہنچ
جانے والے ایک سائے نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے منہ پہ رکھ دیا۔۔۔اس نے چیخ
ماری۔۔۔جو اس کے منہ میں ہی گھٹ کر رہ گئی۔۔۔۔مادھو اس کے سامنے آ کھڑا
ہوا۔۔۔۔مادھو کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ نفرت بھی امڈ
آئی تھی۔۔۔۔اسے مادھو کے کردار کا پتہ تو تھا مگر۔۔۔وہ اس حد تک گر جائے گا
اسے اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔مادھو نے سامنے آ کر اسے گھورا اور۔۔۔۔ نفرت سے

www.novelsclubb.com

بولا۔۔۔۔۔یار سے ملنے آئی تھی چھنال۔۔۔۔مجھ میں کیا برائی تھی؟؟؟؟

جو۔۔۔میری بجائے اس مسلے سے عشق لڑا رہی ہو۔۔۔۔تجھ میں اچھائی کون سی

ہے کتے۔۔۔؟؟؟راما نے دل میں سوچ کر رہ گئی۔۔۔اس کا منہ بند نہ ہوتا تو وہ مادھو

سے یہ سب کہہ بھی دیتی۔۔۔۔مادھو وہ کون ہے؟؟؟اس کے ایک دوست نے

ایک طرف اشارہ کیا۔۔۔دور کوئی ہلکی سی روشنی ان کی طرف ہی آ رہی تھی شاید

۔۔۔۔۔ہو گا کوئی آنے جانے والا مادھو نے کہا۔۔۔اس کو اٹھا کے ادھر کھیت میں

لے آؤ۔۔۔کیا پتہ کوئی ادھر ہی نہ آ رہا ہو۔۔کوئی آتا جاتا بھی آ سکتا ہے۔۔۔مادھو

نے کہا اور ان کے ساتھ مل کر راما کو گھسیٹتے قریب ہی کھیت میں لے

گئے۔۔۔۔انہوں نے اسے کھیت میں لے جا کر پھینکا۔۔۔۔چلانے کا کوئی فائدہ

نہیں۔۔۔یہاں تیری سننے والا کوئی نہیں اب۔۔۔مادھو بولا۔۔۔۔تیرے یار کو

بھی مار کے گاڑ دیا ادھر۔۔۔مادھو نے ہاتھ سے جانی کے آنے والے راستے کی

طرف اشارہ کیا۔۔۔۔اور میں اب تیرے ساتھ یہاں وہ سب کچھ کرونگا جو میرا

www.novelsclubb.com

دل کریگا۔۔۔۔تجھے بن بیاہی سہاگن بنادونگا آج میں۔۔۔۔شراب کا نشہ مادھو کے سر چڑھنے لگا تھا۔۔۔۔تونے جانی کو مار دیا؟؟؟ راما کو یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اسے لگا شاید مادھو اسے ڈرا رہا ہے۔۔۔یہ اس کے دل کی سوچ تھی۔۔۔۔اگر مادھو جھوٹ بول رہا ہے تو۔۔۔جانی ابھی تک آیا کیوں نہیں تھا؟؟؟؟ دماغ نے جھٹ فتویٰ جاری کر دیا۔۔جانی کے سوا کوئی مجھے چھو بھی نہیں سکتا کتے۔۔۔میں تیری جان لے لونگی۔۔۔۔راما کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ چیخ چیخ کر روئے۔۔۔۔۔۔تونے میرے جانی کو مار دیا؟؟؟؟۔۔۔۔راما نے جانے کہاں سے خنجر نکالا اور زخمی شیرنی کی طرح مادھو کی طرف بڑھی۔۔۔۔اس سے پہلے کی وہ مادھو تک پہنچتی۔۔۔مادھو کے دوست نے برچھی آگے کر دی۔۔۔اس نے صرف ڈرانے کے لیے برچھی آگے کی تھی مگر۔۔۔۔راما اتنی وحشت سے آئی تھی کہ۔۔برچھی اس کے پیٹ میں پیوست ہو گئی۔۔۔۔راما نے ایک نظر برچھی کی طرف دیکھا۔۔۔اور دوسری نظر مادھو کی طرف۔۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرائی اور وہیں ڈھیر ہو گئی۔۔۔۔یہ تونے کیا

کیا؟؟؟ سالے۔۔مادھو نے اپنے دوست کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔اور ایک نظر راما پہ ڈالی۔۔۔جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اور اس کی نظروں میں مادھو کے لیے دنیا بھر کی نفرت تھی۔۔۔۔سالو۔۔۔سارا مزہ خراب کر دیا۔۔۔سب چوپٹ کر دیا۔۔۔۔اتنے میں کچھ ہی دور ایک بار انہیں روشنی سی نظر آئی۔۔۔اب نکلو یہاں سے۔۔۔بھاگو۔۔۔لگتا ہے کوئی ادھر ہی آرہا ہے۔۔مادھو نے ان سے کہا اور وہ سب۔۔۔راما کو یونہی چھوڑ کر نکل گئے۔۔۔ابھی وہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ مادھو رک گیا۔۔۔اگر یہ سالی بچ گئی تو میرا نام بول دے گی۔۔اسے جیسے اچانک ہی اپنے پکڑے جانے کا خیال آیا تھا۔۔۔تم ادھر رکو میں آتا ہوں۔۔۔اس نے خنجر ہاتھ میں لیا اور واپس پلٹ گیا۔۔۔۔وہ جب اس کھیت کے قریب پہنچا تو روشنی مزید قریب آ گئی تھی۔۔اور کسی انسان کا ہیولہ سا بھی۔۔۔۔اس نے ارادہ ترک کیا اور واپس پلٹ گیا۔۔۔۔راما کے خون سے اس کی آس پاس کی جگہ تر ہو گئی تھی۔۔۔اس پہ بے حد نقاہت طاری تھی۔۔۔آنکھیں

www.novelsclubb.com

بند ہوئی جا رہی تھی مگر۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ بچ نہیں پائے گی مگر۔۔۔اس اپنے مرنے کا غم نہیں تھا۔۔۔جانی کے مرنے کا غم اس دل چیرے جا رہا تھا۔۔۔۔اچھا ہے میں بھی جانی کے پاس ہی چلی جاؤں۔۔۔وہاں ہمیں ملنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔۔نہ مادھو۔۔۔نہ مذہب۔۔۔۔میں مسلمانوں کے خدا سے کہ دونگی کہ میں تم پہ یقین کرتی تھی۔۔۔اس نے مسکرانے کی کوشش کی تو درد کی ایک لہر اس جسم میں دوڑ گئی۔۔۔۔۔۔تجھے محسوس کر لیا تھا میں نے۔۔۔۔مگر۔۔۔تیرے بندوں نے موقع نہیں دیا ورنہ میں اور جانی ایک ہی ہوتے۔۔۔جانی کا خیال آیا تو اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کے گالوں سے پھسلتا۔۔۔خاموشی سے مٹی میں جزب ہو گیا۔۔۔روشنی اب کنوے پہ آ رکی تھی۔۔۔۔۔۔۔جانی۔۔؟؟؟؟اس نے سوچا۔۔۔جانی کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟جانی تو مر چکا ہے۔۔۔ایک اور آنسو گال پہ پھسلا۔۔۔۔۔دور کہیں سے کسی گیدڑ کے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔۔آواز میں بھیانک سا اک درد تھا۔۔۔۔۔کوئی ہے؟؟؟؟اس نے بولنا چاہا

مگر۔۔۔۔نقاہت اب اتنی ہو چکی تھی کہ بولنا تو در کنار۔۔۔ نظر بھی دھندلا چکی تھی۔۔۔۔اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر بمشکل اتنا ہی دیکھ پائی کہ کوئی روشنی سی ہے کنوے پہ۔۔۔۔۔ تھک ہار کر اس نے آنکھیں موندھ لیں۔۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر پھر کنوے کی طرف دیکھا۔۔۔ادھ کھلی آنکھوں سے اس نے دیکھا کہ۔۔۔روشنی بدستور موجود تھی۔۔۔۔۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی۔۔۔ایک انسان کی بے بسی کی انتہا تھی یہ۔۔۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

جانی کے اندازے کے مطابق وہ آج مقررہ وقت سے کچھ لیٹ تھا۔۔۔میں زرا تیز چل لونگا اس نے سوچا اور نکل پڑا۔۔۔۔اس نے کافی فاصلہ طے کر لیا۔۔۔وہ معمول سے زرا تیز چل رہا تھا۔۔۔جب اچانک اسے کھیتوں سر سراہٹ سی سنائی دی۔۔۔وہ ٹھٹک کر رک گیا۔۔۔اور غور سے اس طرف دیکھا۔۔۔اندھیری رات

میں اسے کچھ نظر نہ آیا۔۔ گوئی گیدڑ ہو گا اس نے سوچا۔۔اور قدم آگے بڑھا دیے۔۔۔ عین اسی لمحے وہ ہوا جس کی اس نے توقع بھی نہیں کی ہو گی۔۔۔۔

گاؤں بگیالہ کا۔۔۔ ستی رام اپنے دوست۔۔۔مادھو کے پتا رام لال تیواری کو شام سات بجے کے قریب اس کے گاؤں اندان میں ملا۔۔۔اس کے ساتھ اس کے گاؤں کی ہی ایک عمر رسیدہ عورت بھی تھی۔۔۔۔ارے ستی رام اس وقت کہا جا رہے ہو؟؟ سب خیر ای ہے نا۔۔۔رام لال نے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ۔۔۔میں بیٹیا کے سسرال رتو گاؤں جا رہا ہوں۔۔۔میری بیٹیا کے گھر خوشی کی خبر آنے والی ہے۔۔۔اس گاؤں میں کوئی سیانی نہیں تھی تو یہ اپنے گاؤں سے دائی کو ساتھ لیے جا رہا ہوں۔۔۔شام نندو رام کے ہاتھ پیغام آیا تھا۔۔۔۔تو ایسا کر ادھر رک میں اپنے بیٹے کو بھیجتا ہوں اس کے ساتھ۔۔۔ویسے بھی تیری اور ان کی عمر نہیں پیدل چلنے کی اب۔۔۔میں بیل گاڑی کا انتظام کرتا ہوں۔۔۔رام لال اپنے گھر گیا تو

مادھو گھر نہیں تھا۔۔ حویلی میں ہو گا پتا جی اس کے دوسرے بیٹے نے اسے کہا۔۔۔۔اسے چھوڑ تو ایسا کر بیل گاڑی لے کر ادھر راستے پہ آ جا جلدی۔۔۔اس نے ساری بات اپنے بیٹے کو بتائی۔۔۔اس کا بیٹا بیل گاڑی لینے چلا گیا اور۔۔۔رام لال ستی رام کے پاس واپس آ گیا۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس کا بیٹا بیل گاڑی لیکر آیا تو۔۔۔رام لال نے ستی رام سے پوچھا۔۔۔تو بھی چلے گا اس کے ساتھ یا میرا بیٹا چھوڑ آئے اسے۔۔؟؟؟؟ نہیں میں اب کیا کرونگا گھر میں میری پتنی اکیلی ہے۔۔۔اور صبح ڈھور ڈنگر کا بھی کرنا ہے۔۔۔تو اس ہی چھوڑ آؤ بس۔۔۔میں بھی اس کو چھوڑ کے واپس تو آنا ہی تھا۔۔۔۔۔ہر صورت۔۔۔۔بھگوان تیرا بھلا کرے تو نے میری چنتا ختم کر دی۔۔۔ ستی رام نے رام لال کو دعا دی۔۔۔۔۔ٹھیک ہے تو چائے پانی پی میرے گھر پھر چلے جانا رام لال نے کہا۔۔۔دیکھ بیٹا دیر ہو جائے تو ادھر ہی رک جانا تیری بہن کا ہی گھر ہے۔۔۔ ستی رام مادھو کے بھائی سے مخاطب ہوا۔۔۔۔ارے نہیں چاچا۔۔ خیر ہے

میں مڑ آؤنگا۔۔آپ چنتا نہ کرو۔۔۔۔اس نے دائی کو ساتھ بٹھایا اور چل پڑا۔۔۔وہ جب جانی کے گاؤں پہنچا تو بیل گاڑی کا ایک پہیہ نکل کر دور جا گرا۔۔۔وہ دائی سمیت نیچے پڑا تھا۔۔۔اس نے ساتھ ہی دوسرے گاؤں جانا تھا۔۔۔جو جانی کے گاؤں سے دو چار منٹ کی دوری پر تھا۔۔۔۔۔۔یہ تو اب ٹھیک نہیں ہو سکتا۔۔۔صبح دیکھ لونگا۔۔۔اس نے سوچا۔۔۔۔بیل وہاں اپنے ایک جاننے والے کے گھر باندھے اور دائی کو لیکر ستی رام کی بیٹی کے گھر جا پہنچا۔۔۔۔۔۔خاطر تواضع کرتے دیر ہو گئی۔۔۔انہوں نے کہا بھی یہیں رک جاؤ رات کو مگر وہ نہ مانا۔۔۔۔۔۔مانتا بھی کیسے۔۔۔۔آج اس کا دوست قصبے سے دارو کی بوتل لایا تھا۔۔۔اور ان کا ارادہ تھا کہ رات کو موج مستی کریں گے۔۔۔۔اس نے ان سے اجازت لی۔۔۔۔انہوں نے اسے لاٹھی اور لالٹین تھما دی۔۔۔کہ رات اندھیری ہے اور سانپ بچھو کا خطرہ۔۔۔۔۔۔۔ستی رام کی بیٹی نے چاندی میں مڑھا ہوا ایک تعویز نما لاکٹ اسے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیااور کہا۔۔۔۔۔یہ میں بڑے پجاری جی سے لائی تھی۔۔۔رکھشا کے لیے۔۔یہ تو پہن لے۔۔۔

اس نے لاٹھی اور لالٹین اٹھائی چل پڑا۔۔۔۔۔۔رات واقعی بہت سیاہ تھی اور سردی بھی زوروں پر تھی۔۔۔اس نے اچھے سے چادر لپیٹ لی۔۔۔پہاڑ عبور کر کے وہ تھوڑااور تیز ہو گیا تھا۔۔۔کہیں سالا وہ ساری بوتل اکیلے نہ پی جائے۔اس نے سوچااور تیز ہو گیا۔۔کافی دیر چلنے کے بعد وہ سست ہو گیااور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔۔۔اندان گاؤں کچھ دور تھا ابھی۔۔۔اس نے اپناڈر دور کرنے کے لیے ایک پرانا گیت گنگنانا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ابھی وہ کچھ اور قدم ہی چلا تھا۔۔۔کے پیچھے سے اس پہ قیامت ٹوٹ پڑی۔۔۔کسی نے چادر اس پہ ڈال کر اسے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا۔۔۔اس نے آواز نکالنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ۔۔۔۔برچھی اس کے جسم میں گھس گئی وہ تڑپا۔۔۔۔۔اتنے میں کوئی اور نوکیلی چیز اس کی پسلیوں کے

www.novelsclubb.com

آر پار ہو گئی۔۔بے سدھ ہو کر وہ قابو کرنے والے کی بانہوں میں ہی جھول گیا۔۔۔۔۔۔

جانی کو توقع نہیں تھی کہ یوں ایک گیدڑ اس کا راستہ روک لے گا۔۔۔گیدڑ جو اپنی ازلی بزدلی کی وجہ سے ضرب المثل ہے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔اس نے سن رکھا تھا کہ جب مادہ گیدڑ نے بچے دے رکھے ہوں تو وہ نڈر ہو جاتی ہے اور اکثر انسانوں سے ڈرنے کی بجائے ان کو کاٹنے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔اس نے اس کو ڈرانے کی کوشش کی۔۔۔وہ اس کو مارنا نہیں چاہتا تھا اس لیے صرف ڈرانا چاہا کہ یہ بھاگ جائے اور وہ اپنی راہ لے۔۔۔۔اس رہ رہ کر راما کا خیال آ رہا تھا۔۔۔۔وہ انتظار کرتی ہو گی اکیلی۔۔۔واپس ہی نہ چلی گئی ہو۔۔۔اسے خیال آیا۔۔۔اکیلی بیٹھنے سے اچھا ہے واپس چلی جائے۔۔۔اس نے سوچا۔۔۔اور ایک بار پھر گیدڑ کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دھتکارا۔۔۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔۔۔ بہت دیر گزرنے کے بعد اس کی گیدڑ سے جان چھوٹی۔۔ اس نے شکر ادا کیا اور اپنی راہ ہو لیا۔۔۔۔۔۔

وہ کنوے پہ پہنچا تو راما وہاں نہیں تھی۔۔۔۔ وہ کچھ دیر یونہی کھڑا رہا۔۔۔ پھر کنوے کی منڈیر پہ ٹک گیا۔۔۔ دور کہیں سے کسی گیدڑ کے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔ آواز میں بھیانک سا درد تھا۔۔۔۔ جانی کو ایک لمحے کو وہ گیدڑ یاد آ گیا۔۔۔۔ اس کے لبوں پہ خود بخود تبسم آ گیا۔۔۔۔۔ وہ بہت دیر تک کنوے پہ بیٹھا رہا۔۔۔۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ۔۔۔ انتظار کر کر کے راما جا چکی ہے۔۔۔۔۔۔ اور۔۔۔ راما ۔۔۔ واقعی ہی، جا، چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

اسے خبر بھی نہیں تھی کہ۔۔ اس کی محبوبہ بے بسی کے عالم میں اس کی لالٹین کی روشنی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ مگر اسے یہ یقین نہیں تھا کہ۔۔۔ یہ جانی کی ہی لالٹین ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ جانی بہت دیر تک یونہی وہا بیٹھا رہا اور پھر صبح ہونے سے پہلے واپس ڈیرے کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

صبح اندان گاؤں میں راما کے گھر میں صفِ ماتم بچھا ہوا تھا۔۔۔ صبح جب لوگ پانی بھرنے آئے تو ان میں سے کسی نے اس کو دیکھ لیا تھا۔۔۔۔اس کی ادھ کھلی بے جان آنکھیں کنوے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے جایا گیا۔۔۔۔۔۔۔

جانی گھر دودھ دیکر ناشتہ کر کے واپس ڈیرے پہ ہی آ گیا تھا۔۔۔۔۔اسے رہ رہ کر رات لیٹ ہونے پہ افسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔جب اختر اور رنجیت اس کے ڈیرے پہ پہنچے۔۔۔۔۔انہوں نے جو بتایا۔۔۔ وہ جانی کے لیے نا قابل قبول تھا۔۔۔اسے یقین نہیں آیا کہ۔۔۔اس کی دنیا لٹ چکی ہے۔۔۔۔راما۔۔۔ مر گئی ہے۔۔۔۔۔اس کے دوست اس سے اتنا بھیانک مذاق نہیں کر سکتے تھے۔۔۔اس کو سکتہ ہو گیا۔۔۔۔چپ لگ گئی۔۔۔اختر اور رنجیت اسے بلا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہے تھے مگر وہ ان کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ خلا میں دور کسی نقطے پہ نظریں جمار کھی تھیں۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے۔۔۔ رنجیت اور اختر بھی جانتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ اس نے رنجیت اور اختر کے ساتھ۔۔ راما کے کریا کرم میں بھی شرکت کی مگر۔۔۔۔۔۔ کسی سے نہ ملا نہ کوئی بات کی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جیسے گیا تھا چپ چاپ ویسے ہی واپس آ گیا۔۔۔۔۔ جانی کو زندہ دیکھ مادھو اور اس کے دوستوں کے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔۔۔ وہ کون تھا۔۔۔۔ سب نے خود سے ایک ہی سوال کیا تھا۔۔۔۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

راما کے کریا کرم کے بعد اسی رات مادھو اور اس کے دوست خوشی کی بجائے غم میں بوتل پہ بوتل خالی کیے جا رہے تھے۔۔۔۔ ان کو راما کا غم نہیں تھا۔۔۔ مادھو کو اپنے بھائی کا غم تھا۔۔۔ جو غلطی سے جانی کے بدلے۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔۔۔۔ راما کے کریا کرم تک جب اس کا بھائی نہیں آیا تو کسی کو ان کی طرف بھیجا

گیا۔۔۔ پتہ چلا وہ تورات کو ہی پیدل واپس چلا گیا تھا۔۔۔۔ کسی کچھ نہیں پتہ تھا کہ وہ کہاں گیا۔۔۔۔۔ سوائے مادھو اور اس کے دوستوں کے۔۔۔۔۔ مادھو بے تحاشہ رویا تھا۔۔۔ مگر اس نے ابھی تک کسی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ۔۔۔۔ اس کی نفرت حسد اور رقابت نے ہی اس کے ہاتھوں اس کا بھائی مروادیا تھا۔۔۔۔ رات کا جانے کونسا پہر تھا۔۔۔۔ بوتل پہ بوتل خالی کرنے کے بعد وہ اچانک اٹھا۔۔۔۔ میں پتا کو سب بتادونگا۔۔ ابھی بتاؤنگا۔۔۔۔ مادھو نے کہا۔۔۔ اور باہر کو لپکا۔۔۔۔۔ عین اسی لمحے اچانک تین سائے مادھو کی حویلی میں کودے۔۔۔۔ اور ان کو سنبھلنے سے پہلے ہی قابو کر چکے تھے۔۔۔۔۔ یہ جانی۔ اختر اور رنجیت سنگھ تھے۔۔۔۔۔ مادھو نے نشے میں سب بک دیا۔۔۔ اور یہ بھی کہ اس نے جانی سمجھ کر اپنے ہی بھائی کو مار کر گاڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

مادھو کو دیکھ کر جانی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ۔۔۔۔وہ اس کی بوٹیاں کر کے کتوں کو کھلا دے۔۔۔۔ان سب کو ایک کمرے میں بند کر کے بھوسہ اور کاٹھ کباڑ ڈال کر ۔۔۔۔بچی کچی شراب ان پہ انڈیلی اور آگ لگا دی۔۔۔۔۔۔

جب تک لوگوں کو علم ہوتا۔۔۔ان کی ہڈیاں بھی جل چکی تھیں۔۔

اگلی جمعرات جانی نے لالٹین اٹھائی۔۔اور اپنے راستے ہوتا کنوے پہ پہنچا۔۔۔۔کنواں خالی دیکھ کر اس کا دل بیٹھ گیا۔۔۔۔وہ بے آواز رویا۔۔۔وہاں سے وہ شمشان گھاٹ گیا۔۔۔جہاں اس کی محبوبہ کا کریا کرم کیا گیا تھا۔۔۔وہاں بیٹھ کر جانی۔۔۔دھاڑیں مار مار کر رویا۔۔۔راما کے مرنے کے بعد جانی پہلی آنے والی جمعرات کو ہی یہاں آیا تھا۔۔۔۔اور آج پہلی بار وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔۔۔۔ایسے کہ پتھر دیکھتے تو وہ بھی پگھل جاتے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر تقسیم ہند کے وقت پاکستان وجود میں آیا تو۔۔۔بہت لوگ ادھر سے ادھر گئے۔۔۔ان میں راما کا پریوار بھی تھا مگر۔۔۔۔راما نہیں تھی۔۔۔۔۔اسے اپنے محبوب کے وطن کی مٹی میں ہی رہنا تھا شاید۔۔۔۔۔۔خوش قسمتی سے جانی کا گاؤں بھی پاکستان کی حدود میں آیا تھا سو ان کو کہیں نہیں جانا پڑا۔۔۔۔۔۔۔وقت بدلا۔۔۔لوگ بدلے مگر۔۔۔۔۔جانی کا معمول نہ بدلا۔۔۔وہ ہر جمعرات کو کنوے پہ آتا۔۔۔وہاں سے شمشان گھاٹ جاتا۔۔۔۔اور واپس چلا جاتا۔۔۔۔۔اس زندگی بھر شادی نہیں کی۔۔۔۔لوگوں میں مشہور ہو چکا تھا کہ ہر جمعرات کو بتی آتی ہے۔۔۔۔لوگوں کا خیال تھا کہ۔۔بھوت پریت ہیں۔۔۔۔جانی بوڑھا ہو گیا تھا مگر اس نے اپنا معمول نہ بدلا۔۔۔اور پھر ایک رات جانی خاموشی سے۔۔۔راما کے پاس چلا گیا۔۔۔۔مگر۔۔۔۔بتی پھر بھی آتی رہی۔۔۔پاکستان کو وجود میں آئے بھی ستر سال سے اوپر ہو چلے۔۔مگر۔۔۔۔بتی کا کبھی ناغہ نہ ہوا۔۔۔۔بتی آج بھی آتی ہے۔۔۔لوگ اب بھی بھوت پریت ہی سمجھتے ہیں۔۔۔۔مگر۔۔۔۔یہ کوئی نہیں

www.novelsclubb.com

جانتا کہ ۔۔۔۔یہ بتی۔۔۔لالٹین پاک محبت کی وہ روشنی ہے جو کبھی بجھ نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔

ختم شد

---

www.novelsclubb.com

PART 2

راما کے مرنے کے بعد یہ پہلی جمعرات تھی۔جانی نے ستارے دیکھ کر وقت کا اندازہ کیا اور

لالٹین اٹھا کر چل پڑا۔

آج اس کا دل بے حد اداس تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ جانتا تھا کہ آج کوئی اس کا انتظار نہیں کر رہا ہو گا۔

اور نہ ہی کوئی اس سے ملنے آئے گا۔ مگر

وہ پھر بھی چل پڑا تھا۔

آج اس کے دل کی عجیب کیفیت تھی۔

اسے سب اپنے دل کی طرح اداس اداس سا لگ رہا تھا۔

کنوے پہ پہنچا تو دل کو ایک دھچکا سا لگا۔

وہ کنویں کی منڈیر پہ بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

اور بے آواز روتا رہا۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ راما مر چکی ہے۔

اسے لگتا تھا جیسے ابھی راما آجائے گی۔ اور آتے ہی اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ جوڑ کر کہے گی۔

شما کر دیجیے۔ لیٹ ہو گئی۔ اور

وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر کہے گا۔

ایسے نہ کہا کرو راما۔

کوئی بات نہیں لیٹ ہو گئی ہو تو کیا ہوا۔

آ تو گئی ہو نا۔ ؟؟؟

راما کے معافی مانگنے کا مخصوص انداز اس کے تصور میں آیا تو آنکھوں میں آنسو

ہونے کے باوجود وہ مسکرا دیا تھا۔

دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اور

اس کی جگہ درد نے لے لی۔

وہ کافی دیر کنوے پہ بیٹھا رہا۔ مگر نہ راما کو آنا تھا نہ وہ آئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانی کی نظریں نہ چاہتے ہوئے بھی گاؤں سے آتی پگڈنڈی کی طرف چلی جاتی تھیں۔

پھر وہ وہاں سے اٹھا اور۔ شمشان گھاٹ کی طرف چل پڑا۔

جہاں راما کی آخری رسومات ادا کی گئی تھیں۔

شمشان گھاٹ پہ پہنچ کر وہ اس جگہ بیٹھ گیا جہاں راما کی میت کو رکھا گیا تھا۔

وہاں اب سوائے راکھ کی ڈھیری کے اور کچھ نہیں تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر راکھ کو اپنی مٹھی میں لیا۔اور

پھر اس کا صبر جواب دے گیا۔وہ دھاڑیں مار مار کر رو دیا۔

راما کے مرنے کے بعد یہ پہلی دفعہ تھا کہ جانی یوں ٹوٹ کر رو یا تھا۔

وہ بار بار راما کا نام لیکر اسے پکار رہا تھا۔عین اسی لمحے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا تھا۔

جب پاکستان وجود میں آیا تو۔

لوگ اپنے اپنے گھر بار چھوڑ کر آئے اور گئے تھے۔ پاکستان سے جانے والوں کو کو انڈیا میں اور انڈیا سے آنے والوں کو پاکستان میں گھر مل گئے تھے۔

جانے والوں میں جانی کا دوست رنجیت سنگھ اور راما کا خاندان بھی تھا۔ وہ یہاں ایک ہی گاؤں سے گئے تھے اور انڈیا میں بھی وہ اکٹھے ہی ہریانہ کے ایک گاؤں میں جا بسے تھے۔ رنجیت سال میں ایک دو بار اپنے دوست جانی اور اختر سے ملنے آیا تھا۔

جانی اور اختر کا گاؤں پاکستان کا ہی حصہ تھا۔ اس لیے ان کو کہیں نہیں جانا پڑا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

راما کا گھر انڈیا سے ہجرت کر کے آنے والے ایک بوڑھے مسلمان محمد شفیع کو مل گیا تھا۔ محمد شفیع بھی ان مظلوم مسلمانوں میں سے ایک تھا جو پاکستان کی محبت میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان آ گئے تھے۔ شفیع کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹیاں شادی شدہ تھیں۔ وہ اپنے سسرال سمیت آ کر کسی اور گاؤں میں آباد ہو گئے تھے۔ البتہ شفیع کا ایک بیٹا اور پوتا راستے میں بلوائیوں کے حملے میں شہید ہو گیا تھا۔ اور باقی تین یہاں پہنچے تھے۔ جن میں سے ایک شادی شدہ تھا۔ اس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن میں سے ایک بیٹا راستے میں مارا گیا تھا۔ اور بھی یہاں بہت سے خاندان ایسے آئے تھے۔ جو انڈیا سے اگر دس افراد چلے تھے تو پاکستان پہنچنے تک پانچ یا چھ ہی بچے تھے۔ انڈیا سے آنے والے ہر خاندان کی کہانی کچھ ایسی ہی تھی۔

اپنی زمین جائیدار گھر بار اور اپنے پیاروں تک کو قربان کر کے آنے والوں کو پاکستان کی حقیقی قدر تھی۔ انہوں نے اتنی قربانیاں دینے کے باوجود بھی کبھی یہ گلہ نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا تھا کہ۔پاکستان نے ہمیں کیا دیا؟؟؟ حالانکہ انہوں نے پاکستان کو اپنے پیاروں کا خون تک دے دیا تھا۔ جس کو جہاں جگہ ملی وہاں آباد ہو گئے۔

محمد شفیع کو راما کے باپ بھگوان داس تیواری کا گھر ملا تھا۔

وہ گھر جہاں کبھی ایک ایسی لڑکی رہتی تھی۔ جس کا دل اس کے چہرے جیسا ہی خوبصورت اور پیارا تھا۔

وہ لڑکی جس نے مذہب و قوم سے ہٹ کر محبت کی تھی۔

یہ سوچے بغیر کہ اس کا محبوب ایک مسلمان ہے۔ہندو ہونے کے باوجود اس کی پاک اور سچی محبت نے اسے مسلمانوں کے خدا کے قریب کر دیا تھا۔

اور وہ اپنی محبت کے لیے سب کچھ تیاگنے کو تیار تھی۔

حتیٰ کہ۔اپنا مذہب بھی۔۔۔۔ مگر۔۔۔

اسے اظہار کا موقع نہ ملا۔۔۔

اچھائی کے ساتھ برائی بھی مقابلے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے۔

مگر جیت ہمیشہ اچھائی کی ہی ہوتی ہے۔اچھائی اور اچھا انسان ہمیشہ امر ہوتا ہے۔وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔

شفیع جب انڈیا سے آیا تو وہ کسی اور گاؤں میں گیا تھا۔دو ہفتے بعد اسے پتہ چلا کہ اس کا چھوٹا بھائی ارشاد اپنے خاندان سمیعت اندان نامی گاؤں میں آباد ہے۔تو وہ بھی پوچھتا ہوا اپنے بھائی کے پاس آ پہنچا۔محمد شفیع کو پٹواری نے دو چار گھر بتائے تھے۔اور کہا تھا ان میں سے جو پسند آئے اس کا تالا توڑ کر آباد کر لینا۔شفیع دو دن پہلے ہی یہاں پہنچا تھا۔اندان گاؤں میں اس وقت وہ اپنے بھائی کے گھر رہ رہا تھا۔محمد شفیع کو راما کا گھر پسند آیا تھا۔اگلے ہی دن شام کے وقت اس نے اس گھر کا تالا توڑا۔اور اللہ ﷻ کا نام لیکر اندر داخل ہو گیا۔

مگر محمد شفیع اس بات سے بے خبر تھا کہ عین اسی لمحے اس کے ساتھ کوئی اور بھی اس گھر میں داخل ہوا تھا۔

اندر داخل ہو کر اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔اندر سے گھر ٹھیک ٹھاک تھا۔

سامنے ہی بر آمدہ اور اس کے پیچھے کمرے تھے۔وہ چلتا ہوا بر آمدے تک پہنچا۔اور پھر ایک ایک کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا۔کسی بھی کمرے کے دروازے پر تالا نہیں تھا۔گھر کسی حد تک صاف ستھرا تھا۔کیونکہ مکینوں کو گئے ابھی پندرہ بیس دن ہی ہوئے تھے۔ شفیع کمرے دیکھتا ایک نسبتاً چھوٹے کمرے پہ آرکا۔

اس نے اس کا دروازہ کھولا اور اندر جھانکا۔کمرہ خالی تھا۔یہ کمرہ رہائشی نہیں لگ رہا تھا۔ شفیع تجسس کے مارے اندر داخل ہو گیا۔

محمد شفیع اب بھی بے خبر تھا کہ۔

اس کے ساتھ کوئی اور بھی اس کمرے میں داخل ہوا ہے۔

اندر بند کمرے کی مخصوص باس اور کافور سے ملتی جلتی خوشبو نے اس کا استقبال کیا۔

اندر داخل ہوتے ہی شفیع کی نظر سامنے پڑی ایک چھوٹی سی مورتی پر پڑی۔

www.novelsclubb.com

جس کے آس پاس گیندے کے سوکھے پھول بکھرے ہوئے تھے۔

یہ ان کا پوجا کا کمرہ ہو گا۔؟؟؟

شفیع نے سوچا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس مورتی تک جا پہنچا۔

اس نے مورتی اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اسی طاق میں رکھ دی۔

اس کے بعد وہ کمرے سے نکلا اور صحن عبور کر کے گھر سے نکل گیا۔

اس کے ساتھ نظر نہ آنے والا وہ وجود بھی گھر سے نکل گیا تھا۔

رات کا کھانا کھا کر شفیع نے ان لوگوں کو ساتھ لیا اور راما کے گھر آباد ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

****

اس گھر میں شفٹ ہونے کے بعد

محمد شفیع کے گھر والوں نے پورے گھر کو صاف کیا تھا۔

وہ پوجا والا کمرہ بھی صاف کیا گیا۔اور

اس کو دوسرے کمروں کی نسبت چھوٹا ہونے پر سٹور بنالیا۔

وہاں گھر کا فالتو اور روزمرہ استعمال ہونے والا سامان رکھ دیا گیا۔

صفائی کے دوران اس کمرے سے مٹی کی ایک چھوٹی سی گڑوی ملی تھی۔

جس میں تھوڑی سی راکھ اور

سندور تھا۔

ایک سرخ کپڑے سے اس کا منہ بند کیا گیا تھا۔انہوں نے اس گڑوی اور وہاں رہ جانے والی مورتی کو بھی ایک پرانے ٹرنک میں رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

جانی کو احساس ہی نہیں ہوا کہ۔

کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہے۔

اور اس کا نام پکارا ہے۔

وہ اسی طرح زمین پر بیٹھے روتا رہا۔

اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ۔

وہاں رونے والا وہ اکیلا نہیں ہے۔

کوئی اور ان دیکھا وجود بھی اس کے ساتھ رو رہا ہے۔ مگر

رونے والا دوسرا وجود اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ اور نہ ہی جانی اس کا لمس محسوس کر

سکتا تھا۔

بہت دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ اٹھا۔

اور مرے مرے قدموں سے کنویں کی طرف چل پڑا۔

اس کے پیچھے پیچھے وہ نظر نہ آنے والا وجود بھی کنوے تک آیا۔

کنوے پہ آکے وہ ان دیکھا وجود جانی کے سامنے آگیا۔ مگر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانی اپنی رو میں چلتا رہا۔

اور سامنے آنے والے اس وجود میں سے یوں گزر گیا۔

جیسے انسان دھوئیں سے گزر جاتا ہے۔

اس وجود نے جانی کو روکنے کی کوشش کی مگر۔

ناکام رہا۔

اس کا لمس جانی کو محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا۔

اور نہ وہ وجود جانی کو اپنا احساس دلا سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

جانی آگے چل دیا۔اور

وہ غیر مرئی وجود وہیں کنوے پر بیٹھ گیا۔اس کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو تھے۔

جو نہ کسی کو نظر آ سکتے تھے۔اور

نہ ہی وہ خود کسی کو نظر آ سکتا تھا۔

جانی دور ہوتا جا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے بھی حرکت کی اور دور ہوتی لالٹین کی روشنی کے پیچھے چل پڑا۔

جانی تھکے سے وجود کے ساتھ ڈیرے پر پہنچا اور چارپائی پہ لیٹ کر راما کے بارے میں سوچنے لگا۔

نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

راما کے خیال سے اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو جاری ہو گئے۔

وہ چت لیٹا چھت کو دیکھے جا رہا تھا۔اور آنسو دونوں آنکھوں کے گوشوں سے نکل نکل کر تکیے میں جزب ہو رہے تھے۔

کنوے سے اٹھ کر وہ وجود بھی جانی کے پیچھے پیچھے اس کے ڈیرے تک آیا تھا۔اور اب اس سے کچھ دور کھڑا بے بسی اور درد سے اسے روتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

راما کے ماں باپ ہریانہ کے ایک گاؤں میں جا بسے تھے۔

اس کے گھر والے آج بھی راما کو یاد کر کے روتے تھے۔

خاص طور پہ اس کی چھوٹی بہن اور ماں اکثر بات بے بات راما کو یاد کر کے رو پڑتی تھیں۔

ایک دن یونہی وہ کسی بات پہ راما کو یاد کر رہی تھیں جب اچانک ہی راما کی ماں کو کچھ یاد آیا اور۔

وہ اٹھ کر اندر کی طرف بھاگی۔

اندر پڑے سامان کو وہ الٹ پلٹ کرتی رہی مگر اسے کچھ نہ ملا۔

اتنے میں راما کی چھوٹی بہن بھی اندر آگئی۔ ماتا کیا کھوج رہی ہو؟؟؟

www.novelsclubb.com

اس نے اپنی ماں سے پوچھا۔

جو سامان کو ادھر ادھر کر کے کچھ شاید کچھ تلاش کر رہی تھی۔

راما کی استھیاں نہیں مل رہیں۔

اس کی ماں نے اپنی بیٹی کو جواب دیا اور پھر ڈھونڈنے لگ گئی۔

ماتا کہیں آپ اسی گھر میں تو نہیں بھول آئی؟؟؟؟

راما کی بہن نے اپنی ماں سے کہا تو۔

اچانک ہی جیسے اس کی ماں کو کچھ یاد آیا۔کیا پتہ وہیں نہ رہ گئی ہوں۔اس کی ماں نے کہا۔

www.novelsclubb.com

میں نے پوجا والے کمرے میں گڑوی میں باندھ کر رکھی تھیں۔

شاید ساتھ لانا بھول گئی میں۔

راما کی ماں کے چہرے پہ دکھ اور افسوس تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہائے بھگوان اب ہم کیا کریں؟؟؟

اس کی ماں نے افسوس سے کہا تھا۔اگر راما کی استھیاں گنگا میں نہ بہائیں تو میری بیٹیا کی آتما کو شانتی نہیں ملے گی۔

وہ یونہی بھٹکتی رہے گی۔

راما کی ماں اب رونے لگ گئی تھی۔

ماتا پریشان نہ ہوں۔

پتا کو بھیج کر ہم دیدی کی استھیاں منگوالیں گے۔

اس کی بیٹی نے اسے چپ کرایا اور حوصلہ دیا۔

یہ اور بات ہے کہ اسے بھی دکھ ہوا تھا کہ۔راما کی استھیاں وہیں رہ گئی ہیں۔اور اگر وہ نہ ملیں اور ان کو گنگا میں نہ بہایا تو اس کی بہن راما کی آتما کو شانتی نہیں ملے گی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور وہ ہمیشہ بھٹکتی رہے گی۔

شام کو راما کا باپ آیا تو اس کی ماں نے اپنے شوہر کو وہی بات بتائی اور اسے کہا کہ وہ پاکستان جا کر اس گھر سے راما کی استھیاں لے آئے۔

اس کے باپ کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ویسے بھی اس وقت آنے جانے پہ کوئی پابندی نہیں تھی۔

ادھر ادھر سے لوگ اپنے پیاروں کو ڈھونڈنے چلے آتے اور جاتے تھے۔

بس سفر پیدل کرنا پڑتا تھا۔ یا بیل گاڑی وغیرہ پر۔

www.novelsclubb.com

جس میں کئی کئی دن لگ جاتے تھے۔

راما کے باپ نے اپنی بیوی سے دو چار دن بعد جانے کا وعدہ کر کے اسے تسلی دے دی تھی۔ راما کی ماں مطمئن ہو گئی تھی۔ اسے بس ایک ہی فکر تھی کہ۔

استھیاں کہیں گم نہ ہو گئی ہوں۔

ٹھیک تین دن بعد بھگوان داس پاکستان آنے کے لیے اپنے گھر سے نکل چکا تھا۔

اسے کسی بیل گاڑی پر لفٹ مل جاتی تو وہ بیٹھ جاتا۔ ورنہ

پیدل چلتا رہتا۔

جس گاؤں میں رات پڑ جاتی وہیں کسی نہ کسی گھر رات گزار لیتا اور صبح ہوتے ہی پھر

چل پڑتا۔

تقریباً دس گیارہ دن کے بعد وہ پاکستان اپنے آبائی گاؤں اندان پہنچ گیا تھا۔

گاؤں کی حدود میں پاؤں رکھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

اسے اپنے یہاں گزرے وقت کے ساتھ ساتھ اپنی لاڈلی بیٹی راما بھی یاد آ گئی تھی۔

شام کا وقت تھا وہ جب اندان گاؤں پہنچا تھا۔ گاؤں میں داخل ہونے کی بجائے وہ

سیدھا شمشان گھاٹ چلا گیا۔

شمشان گھاٹ میں اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بس ایک طرف چند ادھ جلی سی لکڑیاں پڑی تھیں۔

بھگوان داس کچھ دیر یونہی وہاں بیٹھا راما کو یاد کر کے آنسو بہاتا رہا۔

اس نے کچھ پانی وہاں چھڑکا۔اور چند سوکھے پھول جو وہ اپنے گھر سے ساتھ لایا تھا۔

وہاں پھینکے

اور اٹھ کر گاؤں کی طرف چل دیا۔

گاؤں میں اس کے جاننے والوں میں جانی کے دوست اختر کا والد اکبر حسین بھی

تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سیدھا اس کے پاس ہی گیا۔

بھگوان داس کو اچانک دیکھ کر اختر اور اس کا باپ حیران رہ گئے تھے۔

انہوں نے بھگوان داس کو دل سے خوش آمدید کہا۔اور

اسے اپنے گھر بٹھایا۔

بھگوان داس جی اچانک کیسے یاد آگئی ہماری۔؟؟؟

اختر کے والد نے بھگوان داس سے پوچھا۔جواب میں بھگوان داس نے ان کو اپنے آنے کی وجہ بتادی۔

آپ آرام سے کھاؤ پیو صبح شفیع سے مل کر پوچھ لیں گے۔

یا میں ابھی پتہ کرواتا ہوں۔

اگر شفیع مل گیا تو اس کو یہیں بلوا لونگا۔اختر کے والد نے اس سے کہا۔اور پھر اختر کو کہا کہ۔وہ بھگوان داس کے کھانے پینے اور سونے کا بندوبست کرے۔

اختر کا والد خود شفیع کو بلانے چلا گیا۔بھگوان داس کھانا کھا رہا تھا جب اختر کا والد شفیع کے ساتھ بیٹھک میں داخل ہوا۔

علیک سلیک کے بعد شفیع ایک چارپائی پہ بیٹھ کر بھگوان داس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

کھانا کھانے کے دوران ہی بھگوان داس نے شفیع سے پوچھ لیا کہ اسے اس گھر سے

کوئی مٹی کی گڑوی ملی ہے؟؟؟

جس میں راکھ ہو؟؟؟

شفیع نے اسے ساری بات بتادی کہ۔ گڑوی کے ساتھ ایک مورتی بھی ملی تھی۔

جسے ان لوگوں نے ایک ٹرنک میں سنبھال کر رکھ دیا ہے۔

بھگوان داس گڑوی کا سن کر خوش ہو گیا تھا۔اس نے شفیع کا شکریہ ادا کیا۔ کہ

ان لوگوں نے اسے پھینکا نہیں بلکہ سنبھال کر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بیٹھ کر شفیع ان سے اجازت لیکر چلا گیا۔

اور جاتے جاتے کہ گیا تھا کہ۔ کل بھگوان داس دوپہر کا کھانا اس کے گھر کھائیں

گے۔اور

اپنی امانت بھی لے لیں گے۔

****

راما کو لگا تھا۔

کسی نے بہت دور سے اس کا نام لیکر اسے پکارا ہے۔

وہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔

جیسے بہت دنوں بعد نیند سے جاگی ہو۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا دور دور تک سوائے خلا کے کچھ نہ تھا۔

آواز اب مسلسل آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کوئی بہت ہی درد بھرے انداز میں اس کا نام لیکر اسے پکار رہا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کہاں ہے؟؟؟اور اس انداز سے کون اس کا نام پکار رہا ہے؟؟؟وہ ہوا کے دوش پہ تیرتی اس طرف چل پڑی۔ جس طرف اس کا نام پکارا جا رہا تھا۔

وہ جیسے ہی وہاں پہنچی اس کی نظر ایک خوبرو جوان پہ پڑی جو سر جھکائے ایک جگہ بیٹھا راکھ پہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔اور

روئے جا رہا تھا۔

کبھی کبھی راما کا نام بھی اس کے منہ سے نکل جاتا تھا۔

رات کا وقت تھا۔

اس شخص کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔

اس کے قریب ایک لالٹین بھی جل رہی تھی۔

وہ اور قریب ہوئی۔

اس آدمی کی شکل اب واضع ہو گئی تھی۔

اور شکل واضع ہوتے ہی راما چونک پڑی۔جانی۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟

بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔مگر

جانی کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

وہ ویسے ہی بیٹھا رہا۔

جانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راما نے ایک بار پھر پکارا۔

مگر اب کی بار بھی کچھ نہ ہوا۔

ایسے لگتا تھا جیسے جانی بہرہ ہو۔۔۔اور

اسے راما کی آواز سنائی ہی نہیں دے رہی۔جانی کو یوں بلکتے دیکھ کر راما کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

اسے سب یاد آ گیا تھا کہ۔وہ کون ہے؟؟؟

اور اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟؟؟

جانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راما نے آگے بڑھ کر جانی کو پکارا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

اور اس کے قریب بیٹھ گئی۔

مگر جانی اب بھی ویسے ہی بیٹھا رہا۔

اسے نہ راما کی آواز سنائی دی تھی۔اور

نہ ہی اس کے وجود کا احساس ہو رہا تھا۔

راما کا دل بیٹھ گیا۔

وہ ایک بار پھر سمندر کنارے پیاسی بیٹھی تھی۔

اس کے نصیب میں محبوب سے وصال کے لمحے میں بھی ہجر ہی مقدر تھا۔

www.novelsclubb.com

کافی دیر جانی یونہی بیٹھا رہا۔اور

پھر اٹھ کر کنوے کی طرف چل پڑا۔

راما بھی اس کے پیچھے پیچھے کنوے تک آئی۔

جانی کچھ دیر کنوے پہ رہا اور واپس جانے لگا تو راما نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روکنا چاہا مگر۔

جانی راما کے وجود میں سے یوں گزر گیا جیسے وہ دھوویں سے بنی ہو۔

وہ کنوے پہ بیٹھ کر رونے لگ گئی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کہ

وہ جانی کو اپنے وجود کا کیسے احساس دلائے؟؟؟

وہ ایسا کیا کرے جس سے اس کا وجود ظاہر ہو جائے؟؟؟

اس نے بھیگتی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔

یہ اس کا شکوہ نہیں تھا۔ فریاد تھی۔

ایک بے بس کی فریاد۔

اور ایسی فریاد رائگاں نہیں جاتی۔

ایسی بے بسی کی کیفیت سے وہ ایک بار پہلے بھی گزر چکی تھی۔

جب اس کو قتل کیا گیا تھا۔

اس کی نظر کنوے کے اس طرف اٹھ گئی۔ جہاں آج سے کچھ دن پہلے وہ بے بسی سے پڑی کنوے پہ نظر آتی لالٹین کو تک رہی تھی۔ اور اسے لگ رہا تھا کہ یہ نظر آنے والی لالٹین کی روشنی جانی کی لالٹین کی ہی ہو گی۔

اسے یاد آیا اس نے کسی کو مدد کے لیے پکارا تھا۔ مگر آواز اس کے حلق میں ہی رہ گئی تھی۔

اور پھر یونہی کنوے کی طرف دیکھتے دیکھتے اس کو نیند آ گئی تھی۔

بہت گہری نیند۔۔۔۔۔

صبح جب اس نے دیکھا تو لوگ اس کے جسم کو اٹھا کر اس کے گھر لے جا رہے تھے۔

وہ بھی پیچھے پیچھے چل دی۔

گھر پہنچ اس نے دیکھا تھا کہ۔اس کی ماں اس کے وجود سے لپٹ کر بے تحاشہ
رو رہی تھی۔

اس کی چھوٹی بہن اور باپ کا بھی یہی حال تھا۔

وہ پریشان ہو کر اپنی ماں کے پاس گئی تھی۔اور اسے چپ کرانے کی کوشش کی۔مگر
وہ اپنے ہونے کا احساس نہ دلا سکی تھی۔

پھر اس کو سجا کر شمشان گھاٹ لے جایا گیا۔اسے یاد تھا کہ اس وقت اس کی ماں کی
حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔

یہ لوگ کتنا پیار کرتے ہیں اس سے۔

راما نے سوچا تھا۔اور دور کھڑی بے بسی سے ان کو دیکھتی رہی۔

شمشان گھاٹ لے جا کر اس کو ایک جگہ رکھ دیا گیا۔اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھر اس کے چاروں طرف لکڑیاں جوڑ دی گئیں۔اس کے دیکھتے دیکھتے اس کے سامنے ہی اس کے وجود کو آگ دکھا دی گئی۔

اسے زرا بھی کسی دکھ تکلیف کا احساس نہ ہوا تھا۔

وہ اپنے سامنے ہی اپنے آپ کو جلتا دیکھ رہی تھی۔

شمشان گھاٹ آنے والے لوگوں میں اس نے اپنے محبوب جانی کو بھی دیکھا تھا۔

جانی کی حالت دیکھ کر راما کا دل کٹ گیا تھا۔

لوگ واپس چلے گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس کا باپ بھی روتا ہوا واپس چلا گیا تھا۔

وہ وہاں اکیلی رہ گئی تھی۔

اچانک ہی کسی نے اس کو پکڑ کر پاتال کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔

وہ بوکھلا گئی تھی۔

ڈر کر اس نے رونا شروع کر دیا۔

اسے جس طرف لے جایا جارہا تھا۔

اس طرف سے آگ کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔

جو آہستہ آہستہ بڑھتی جارہی تھی۔

وہ اسے لیے زمین کی تہوں کے اندر سے گزرتے جارہے تھے۔

حرارت اب اور بڑھ گئی تھی۔اور

لوگوں کی چیخ و پکار بھی آنا شروع ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

راما ڈر کر رونے لگ گئی۔

اور پوچھنے لگی کہ اسے کہاں لے جایا جارہا ہے ؟؟؟

تپش اب ناقابل برداشت ہو چکی تھی۔

اور اس قدر شدید تھی کہ اسے لگا وہ پگھل جائے گی۔

اس سے پہلے کہ لے جانے والے اسے پاتال کی تہہ میں بھڑکتی آگ میں پھینکتے۔

کسی نے اس کا بازو پکڑا۔اور

واپس اوپر کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔اس کو پاتال میں لے جانے والے بھی

اس کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف آنے لگے۔

وہ اب خلا میں تھے۔

یہ ہندو تھی۔اور

اسے اس کی جگہ پر لے جایا جائے گا۔

www.novelsclubb.com

اس کو پاتال میں لے جانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

یہ ہندو ضرور پیدا ہوئی تھی مگر

یہ ہندو مری نہیں۔

کیا تم نے اس کے آخری الفاظ نہیں سنے تھے۔؟؟؟

اسے واپس اوپر لانے والوں میں سے ایک نے اس کے حق میں دلائل دیے۔

اس کا ظاہر ہندو تھا۔

یہ خدا کو جان چکی تھی۔اور

اس کو مانتی تھی۔

بس اس کو ظاہری طور پہ اظہار کا موقعہ نہ ملا۔

ہاں میں خدا کو مانتی تھی۔

راما بول پڑی۔۔۔۔۔

میں جانتی تھی۔وہی سچا ہے۔

اور وہی سنتا ہے۔میں اس سے دعا کرتی تھی۔اور میں ایک مسلمان سے شادی کرنا

چاہتی تھی۔

میں اس کا مذہب اپنانا چاہتی تھی۔مگر

www.novelsclubb.com

مجھے اظہار کا موقع نہ ملا۔

اسے پاتال میں لے جانے والے خاموش کھڑے تھے۔

اس کے آخری الفاظ وہ جانتے تھے۔

جس میں راما نے کہا تھا کہ۔

اے مسلمانوں کے خدا میں تجھے جان چکی تھی۔اور

اگر مجھے موقع ملتا تو میں اور جانی ایک ہی ہوتے۔

اسے آزاد کر دیا گیا۔

www.novelsclubb.com

پاتال میں لے جانے والے اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

ایک مشہور حکایت بھی ہے کہ

ایک آدمی نے سو قتل کیے تھے۔اور وہ توبہ کے اردے سے جا رہا تھا کہ اسے موت

نے آلیا۔جنت کے فرشتے کہہ رہے تھے کہ یہ جنتی ہے۔توبہ کے ارادے سے

جارہاتھا۔مگر جہنم کے فرشتوں کو کہنا تھا کہ۔یہ جہنمی ہے۔ان کو حکم ہوا کہ زمین ناپ لی جائے۔اگر توبہ کی طرف جانے والی زمین کم ہو تو جنتی ہے۔اورا گر جہنم کی طرف کی زمین کم ہو تو جہنم میں لے جایا جائے۔اللہ ﷻ نے زمین کو حکم دیا تو وہ سکڑ گئی۔اور توبہ کا راستہ کم ہو گیا۔اس شخص کی بخشش ہو گئی تھی۔

راما اچانک ہی چونکی تھی۔

اس نے اس طرف دیکھا جہاں جانی گیا تھا۔لالٹین کی مدھم سی روشنی نظر آرہی تھی۔

وہ اٹھی اور اس طرف چل پڑی۔

جانی اپنے ڈیرے پہ پہنچ کر چارپائی پہ لیٹا رو رہا تھا۔

راما کو یقین تھا کہ جانی اسے ہی یاد کر کے رو رہا ہے۔

وہ اس کے پاس کھڑی دکھ سے اسے دیکھتی رہی۔

وہ اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

کئی مہینے ایسے ہی گزر گئے تھے۔

جب ایک دن اس نے اپنے باپ بھگوان داس کو شمشان گھاٹ میں روتے دیکھا۔

وہ بے تابی سے آگے بڑھی۔اور

پتاجی کہ کر اپنے باپ سے لپٹ گئی مگر

اس کے باپ کو نہ اس کی آواز سنائی دی تھی نہ اس کا لمس محسوس ہوا تھا۔

اس کے باپ نے ایک بوتل سے کچھ پانی وہاں چھڑکا۔جو شاید گنگا جل تھا۔

اور کچھ سوکھی پتیاں نکال کر وہاں پھینکی۔رامابیٹیا ہم تجھے بہت یاد کرتے ہیں۔

اس نے کرب سے کہا تھا۔اور

رونے لگ گیا۔

وہ کچھ دیر ایسے ہی بیٹھا روتا رہا اور پھر گاؤں کی طرف چل دیا۔

www.novelsclubb.com

راما بھی اس کے پیچھے گاؤں تک گئی تھی۔اس کا باپ جس گھر میں گیا تھا۔

راما اس گھر کو اچھی طرح جانتی تھی۔وہ اس کی بچپن کی سہیلی رضیہ کا گھر تھا۔

وہ کچھ دیر وہاں کھڑی رہی اور پھر واپس پلٹ آئی

****

بھگوان داس کے آنے کے اگلے دن ہی اختر جانی کے پاس بیٹھا اسے بھگوان داس کے آنے کے ساتھ اسے۔اس کے آنے کی وجہ بھی بتا رہا تھا۔جانی اور اختر آج تک ہندوؤں میں ہی رہے تھے۔وہ جانتے تھے کہ ہندو مذہب میں کسی انسان کی استھیاں گنگا میں بہانا کتنی ضروری ہیں ورنہ ان کے عقیدے کے مطابق استھیاں گنگا میں نہ بہانے کی صورت میں مرنے والے کی روح ہمیشہ بھٹکتی رہتی ہے۔اور اسے مکتی نہیں ملتی۔

راما کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ۔اس کی استھیاں گنگا میں بہائی جائیں یا نہیں۔

جانی اختر سے کہہ رہا تھا۔کیونکہ میں جانتا ہوں اندر سے وہ کون تھی؟؟؟

وہ ان کے جیسی نہیں رہی تھی اب۔

کاش کچھ دن وہ اور زندہ رہتی تو سب کو پتہ چل جاتا کہ راما ہندو نہیں رہی اب۔ مگر اس کی زندگی ہی اتنی تھی بس۔وہ مجھے اپنا ارادہ بتا چکی تھی۔

جانی دور کہیں دیکھتا اختر کو بتا رہا تھا۔مجھ سے بہتر اسے کون جان سکتا ہے؟؟؟

جانی بھائی ایسی بات تھی تو تم نے پہلے کیوں نہ کہا۔اس بے چاری کو جلانے کیوں دیا ۔ہم اس کا جنازہ پڑھتے اور اسے دفناتے۔

میرے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا جس سے میں یہ سب ثابت کر سکتا۔

جانی تاسف سے کہہ رہا تھا۔ورنہ میں کبھی ایسا نہ ہونے دیتا۔اور

اس بات کا مجھے بھی افسوس ہے۔اختر کو جانی کی بات سمجھ آگئی تھی۔اس نے جانی کے جواب پہ سر کو ہلا دیا۔اور بولا۔تو ٹھیک کہ رہا یار۔ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا۔کچھ دیر وہ جانی کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا اور پھر اجازت لیکر چل پڑا۔ جانی نے اس سے کہا تھا کہ۔وہ کل بھگوان داس سے ملنے آئے گا۔

--------------------.....

راما پریشان ہو گئی تھی۔اس نے اختر اور جانی کی ساری بات سن لی تھی۔اور بچپن سے سنی باتوں سے اسے یہ فکر ہو گئی تھی۔کہ اس کا باپ اگر اس کی استھیاں لے جا کر گنگا میں بہادے گا تو کیا وہ یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلی جائے گی؟؟؟اور وہ یہاں سے کبھی نہیں جانا چاہتی تھی۔اگرچہ جانی کو اس کے ہونے کا احساس بھی نہیں تھا مگر۔اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ۔وہ جانی کو دیکھ سکتی تھی۔اسے جانی کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بات سن کر حوصلہ بھی ہوا تھا۔جب اس نے کہا تھا کہ۔راما کوان باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔کیاواقعی اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔اس نے سوچا۔اور مطمئن سی ہو گئی تھی۔ مگراس کے اندر کہیں یہ خواہش ضرور تھی۔کہ اس کا باپ اس کی استھیاں نہ لے جائے۔

اگلے دن جانی بھگوان داس سے ملنے اختر کے گھر آیا تھا۔دونوں ایک دوسرے سے بڑے تپاک سے ملے تھے۔دونوں بہت دیر بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے۔پھر جانی اجازت لیکر گھر واپس آگیا۔ بھگوان داس کاارادہ ابھی چار پانچ دن یہیں رہنے کا تھا۔جانی ان پانچ دنوں میں دو تین بار بھگوان داس سے ملنے آیا تھا۔پانچ دن رہنے کے بعد بھگوان داس اجازت لیکر واپس اپنے گھر چلا گیا تھا۔اور جانے سے پہلے جانی

اختر اور اختر کے والد کو اپنے گھر آنے کا کہہ گیا تھا۔انہوں نے کہا تھا کہ اگر زندگی رہی تو وہ ضرور اس کے گھر آئیں گے۔ بھگوان داس گھر پہنچ گیا تھا۔اس کی بیوی اور بیٹی شدت سے اس کا انتظار کر رہی تھیں۔راما کی ماں نے سامان لیکر سنبھال کر دیا ان کا ارادہ کچھ دن بعد گنگا جانے کا تھا۔جہاں وہ راما کی استھیاں بہا کر اپنا فرض ادا کرتے۔ تقریباً ایک ماہ بعد ان کو جانے کا موقع ملا تھا۔تمام تیاری کیے وہ صبح ہونے کے انتظار میں تھے۔اچانک ہی راما کی ماں کو خیال آیا تھا۔ بھگوان داس گڑوی کے ساتھ وہاں رہ جانے والی مورتی بھی لے آیا تھا۔مورتی کو انہوں نے پوجا والے کمرے میں رکھ دیا تھا۔اور گڑوی کو بھی اسی کمرے میں ایک صندوق میں رکھا گیا تھا۔راما کی ماں نے اس کمرے میں جا کر صندوق کھولا اور اندر سے گڑوی نکال کر سامنے رکھ لی۔ان لوگوں نے ابھی تک اس کو کھول بھی نہیں دیکھا تھا۔ جیسے آئی تھی ویسے ہی رکھ دی تھی۔اس کی ماں نے گڑوی کے منہ پہ بندھا کپڑا کھولا۔اور حیرت زدہ رہ گئی۔ گڑوہ خالی تھی۔اس نے اپنے شوہر اور بیٹی کو آوازیں دینا شروع

www.novelsclubb.com

کر دی۔ بھگوان داس اندر آیا اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی۔ راما کی ماں نے ان کو ساری بات بتائی کہ گڑوی خالی ہے۔ اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ خالی گڑوی کا سن کر بھگوان داس حیران رہ گیا تھا۔ اس نے بھی گڑوی کو کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ اور ایسے ہی لے آیا تھا۔ اب ان کا گنگا جانے کا کوئی مقصد ہی نہیں بچا تھا۔ بھگوان داس نے اپنی بیوی کو تسلی دی۔ اور کہا کہ۔ وہ ایک بار پھر جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہیں غلطی سے وہیں رہ گئی ہو۔ مگر کئی سال گزر گئے اسے دوبارہ جانے کا موقع ہی نہ ملا۔

----

www.novelsclubb.com

کئی جمعراتیں گزر گئی تھیں۔ جانی کا معمول نہ بدلا تھا۔ آندھی ہو یا طوفان وہ ہر جمعرات کو لالٹین اٹھاتا۔ اور کنوے پہ پہنچ جاتا۔ کنوے سے شمشان گھاٹ جاتا کچھ دیر وہاں بیٹھ کر راما کو یاد کر کے آنسو بہاتا اور پھر واپس کنوے پہ آ جاتا۔ کچھ دیر یونہی

کنوے پہ بیٹھا۔گاؤں سے آنے والی پگڈنڈی کو تکتا رہتا۔جیسے ابھی اس پر راما چلتی ہوئی اس کے سامنے آجائے گی۔ہر جمعرات وہ دل میں یہ آس لیے جاتا کہ۔شاید راما اس کی منتظر ہو۔مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ راما مر چکی ہے۔اور مرنے والے لوٹ کر نہیں آتے۔مگر پھر بھی اس کے دل سے یہ وہم نہیں جاتا تھا۔اسے لگتا تھا راما اس کی منتظر ہو گی۔اور جانی اس بات سے بے خبر تھا کہ۔راما آج بھی اس کی منتظر ہوتی ہے۔اور وہ اسے دیکھتی ہے۔بلاتی ہے مگر۔۔۔جانی کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہے۔اس کے ماں باپ نے اس کو شادی کے لیے راضی کرنے کی کئی کوششیں کی تھیں۔مگر بے سدھ۔جانی کو گوارہ ہی نہیں تھا کہ۔راما کے سوا کوئی اور اس کی زندگی میں آئے۔اس نے راما کے ساتھ زندگی گزارنے کا جو خواب دیکھا تھا۔کچھ ہوس پرستوں نے اسے چکنا چور کر دیا تھا۔اور جانی اس امید کے سہارے زندگی گزار رہا تھا کہ۔مرنے کے بعد اسے ضرور راما سے ملوا دیا جائے گا۔اسے راما کے بچھڑنے کا دکھ ضرور تھا۔اور یہ دکھ ایسا تھا کہ۔کسی بھی انسان کی جان لینے کے

www.novelsclubb.com

لیے کافی تھا۔ یا کم از کم اسے پاگل ضرور کر دیتا۔ مگر جانی کا حوصلہ تھا۔ جو یہ دکھ چپ چاپ سہے جا رہا تھا۔ وہ اپنی تقدیر پہ راضی تھا۔ اللہ ﷻ کے فیصلے کو اس نے دل و جان سے تسلیم کر لیا تھا۔ اس نے کبھی تقدیر سے شکوہ نہیں کیا تھا۔ وہ ان پڑھ ہونے کے باوجود اتنا ضرور جانتا تھا کہ۔ تقدیر سے شکوہ دراصل تقدیر بنانے والے سے شکوہ کرنا ہے۔ اور اس کا صبر اسے اپنے مالک سے شکوہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اس نے کبھی اللہ ﷻ سے شکوہ نہیں کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ۔ اللہ ﷻ کے ہر فیصلے میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ وہ اپنے صبر کا بس اتنا سا صلہ چاہتا تھا کہ۔ مرنے کے بعد اسے راما سے ملوا دیا جائے۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ اس کی بہن کی شادی ہو گئی تھی۔ اور اس کے بھائی گامو کے لیے رشتہ دیکھا جا رہا تھا۔ ارد گرد گاؤں میں جانی لالٹین والا مشہور ہو چکا تھا۔ پہلے پہل تو لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ۔ ہر جمعرات کو لالٹین کہاں سے اور کیوں آتی ہے۔؟؟؟ پھر آہستہ آہستہ لوگوں کو ایک دوسرے سے پتہ چلا کہ۔ لالٹین والا جانی نام کا ایک آدمی ہے۔ اور

وہ اپنی محبوبہ سے ملنے آتا ہے۔اس محبوبہ سے ملنے جس کو مرے ہوئے بھی آج کئی سال ہو گئے تھے۔ مگر وہ اس کے مرنے سے لیکر آج تک برابر آتا ہے۔لوگوں اس محبت پہ رشک کرتے تھے۔اور جانی سے محبت اور احترام سے ملتے تھے۔انہوں نے آج تک ہیر رانجھا کے قصے سنے تھے۔ مگر یہ کہانی ان کی زندگی کی انوکھی کہانی تھی۔

جانی اپنے معمول کے مطابق ایک جمعرات لالٹین لیے کنوے پہ جا پہنچا۔وہاں سے وہ شمشان گھاٹ گیا۔کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا اور پھر واپس کنوے پہ آ کے اس کی منڈیر پہ ٹک گیا۔لالٹین اس نے کنوے پہ رکھ دی تھی۔اور یونہی بیٹھا سامنے پگڈنڈی کو تکنے لگا۔ہر طرف اندھیرا تھا۔اسے ءپھاڑ کر غور سے اس طرف دیکھنے لگا۔سایہ اب کچھ اور قریب آ گیا تھا۔جانی یوں اچھل کر کھڑا ہوا تھا۔ جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔حیرت کا شدید احساس لیے بے اختیار اس کے منہ سے ایک لفظ نکلا تھا۔۔

راما۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟

www.novelsclubb.com

ڈرنے کی بجائے وہ بھاگ کر آگے گیا تھا۔

کنوے کی منڈیر پہ پڑی لالٹین کی لو ہلکے سی لہرائی تھی۔

جیسے خوشی سے جھوم اٹھی ہو۔

راما جانی کو کئی سال سے ہر جمعرات کو آتا دیکھ رہی تھی۔وہ اکثر اس کے ساتھ اس کے ڈیرے پہ بھی چلی جاتی تھی۔اور صبح ہوتے ہی لوٹ آتی تھی۔اس نے اپنے باپ کو بھی واپس جاتے دیکھا تھا۔مگر خواہش کے باوجود وہ اپنی ماں اور بہن کے لیے کوئی پیغام نہ دے سکی تھی۔نہ اس کی آواز ان تک پہنچتی تھی۔اور نہ ہی وہ اس کا لمس محسوس کرتے تھے۔وہ بس بے بسی سے سب دیکھ اور سنتی تھی۔اس کا باپ اس کی استھیاں لیکر جارہا تھا۔اور وہ اپنے باپ کو روکنا چاہتی تھی۔کہ وہ اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

استھیاں لیکر نہ جائے۔بلکہ اس کے محبوب کی سرزمین میں ہی اس کی راکھ کو دفنا دیا جائے۔یہ راما کی خواہش تھی۔مگر وہ یہ سب کہ بھی دیتی تو کسی کو نہیں سننا تھا۔نہ کوئی جان سکتا تھا۔راما کے دل سے یہ خیال نکل گیا تھا کہ۔اس کی استھیاں گنگا میں بہانے سے وہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلی جائے گی۔اسے جانی کی بات کا یقین ہو گیا تھا کہ۔جانی نے کہا تھا۔راما کو اس سے فرق نہیں پڑتا کہ۔اس کی استھیاں بہادی جائیں۔یا نہیں۔کیونکہ وہ مرنے سے پہلے ہی ان لوگوں جیسی نہیں رہی تھی۔اور راما کو جانی کی ہر بات پہ دل جان سے یقین ہوتا تھا۔ویسے بھی اس کو پاتال میں لے جانے والے جب اسے اس کی نیت کی وجہ سے چھوڑ گئے تھے۔تو اسے اسی وقت یقین ہو گیا تھا۔کہ اللہ ﷻ نیتیں دیکھتا ہے۔اور اس کو اس کی نیت اور ارادے کی وجہ سے پاتال سے بچا لیا گیا تھا۔

----

www.novelsclubb.com

بھگوان داس کو گئے ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے جب ایک شام اختر جانی سے ملنے آیا۔اس کے ہاتھ میں کپڑے کی ایک چھوٹی سی پوٹلی تھی۔اس نے جانی کو وہ پوٹلی دی اور بتایا کہ اس میں راما کی استھیاں ہیں۔ بھگوان داس جو گڑوی لے گیا ہے وہ خالی ہے۔اختر نے جانی کو بتایا کہ ۔ بھگوان داس کے جانے کے کچھ دن بعد ایک روز چاچا شفیع یہ پوٹلی لیکر آیا تھا۔اس نے کہا کہ۔ جو گڑوی بھگوان داس لے گیا ہے وہ خالی ہے۔ کیونکہ اس کی پوتی نے گڑوی سے یہ راکھ نکال کر اس کو ویسے ہی باندھ دیا تھا۔اور یہ راکھ اس پوٹلی میں ڈال کر ایک جگہ رکھ دی تھی۔اس نے کہا کہ اس کی ایک ہندو سہیلی نے اسے ایک بار بتایا تھا کہ۔ مرنے والے کی استھیاں اگر کسی کپڑے میں باندھ کر کچھ دن کے لیے کسی ویران جگہ پر لٹکا دی جائیں تو مرنے والا وہاں آنا شروع کر دیتا ہے۔اور پھر اس سے آپ اگر کچھ پوچھنا چاہیں تو بتا دیتا ہے۔

اختر اسے بتا رہا تھا اور جانی خاموشی سے سن رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر کیسے پتہ چلاان کے بارے میں ؟؟؟ جانی نے اس پوٹلی کی طرف اشارہ کر کے اختر سے پوچھا۔چاچا شفیع کہہ رہا تھا کہ کل اس کے بیٹے کی بیوی نے صفائی کرتے ہوئے اس پوٹلی کو دیکھ لیا۔اختر نے جواب دیا تھا۔اس کے پوچھنے شفیع کی پوتی نے سب سچ بتادیا۔ کہ وہ اسے کہیں لٹکانا چاہتی تھی مگر وقت ہی نہ ملا۔چاچا شفیع بہت افسوس کر رہا تھا کہ ۔ بھگوان داس اتنی دور سے یہ لینے آیا تھا۔ مگر بے چارہ خالی ہاتھ گیا۔وہ پھر کل مجھے دے گیا۔ کہ بھگوان داس کے گاؤں کا کوئی آدمی آئے جائے تو اسے دے دوں۔ میں تمہارے پاس لے آیا ہوں۔اختر نے اپنی بات مکمل کی اور۔ جانی کی طرف دیکھنے لگا۔اختر تم جانتے ہو۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا ایسی کسی بات پہ یقین نہیں۔یہ سب ہندوؤں کی اپنی من گھڑت باتیں ہیں۔جانی نے اختر سے کہا۔چاچا شفیع بھی یہی کہہ رہا تھا۔اختر نے جانی کی ہاں میں ہاں ملائی۔ ہم جانتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔چاہے اس راکھ کو سو سال بھی کہیں لٹکائے رکھو۔ اگر ایسا ہونے مجھے زرا سا بھی یقین ہوتا تو۔میں اسے اپنے مرتے دم تک کہیں لٹکائے

www.novelsclubb.com

رکھتا۔اور راما کے آنے کا انتظار کرتا۔جانی نے کہا تھا۔راما کے ذکر پر اس کی آنکھیں آنسوؤ سے جھلملا گئی تھیں۔اختر بھی افسردہ ہو گیا تھا۔پھر بھی تم نے اچھا کیا۔اسے یہاں لے آئے۔جانی نے اختر سے کہا۔میں اسے سنبھال کر رکھوں گا۔اور اگر کوئی بھگوان داس کے گاؤں گیا تو اسے دے دونگا۔یا ہو سکتا ہے کبھی رنجیت یا بھگوان داس آ جائے اسے دے دونگا۔ورنہ میرے پاس پڑی رہے گی۔اس کی نشانی کے طور پہ۔آخری فقرہ جانی نے بڑی حسرت سے کہا تھا۔راما ہر وقت میرے ساتھ ہی ہوتی ہے اختر۔جانی نے محبت سے کہا۔کوئی پل ایسا نہیں میں جب اسے یاد نہ کرتا ہوں۔وہ جسمانی طور پہ مجھ سے دور تو ہو گئی ہے۔میں اسے دیکھ نہیں سکتا۔مگر میری یاد میں میرے دل میں وہ آج بھی زندہ ہے۔اور ہمیشہ رہے گی۔جانی کی آواز بھرا گئی تھی۔وہ اس بات سے بے خبر تھا۔کہ راما سچ میں اس کے پاس ہے۔مگر وہ اسے محسوس نہیں کر سکتا۔اس نے پوٹلی کو گھر میں سنبھال کر رکھ دیا۔وقت گزرتا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہا۔ گاموکی شادی بھی ہو گئی تھی۔ مگر جانی اب بھی راما کا ہی تھا۔اور مرتے دم تک

اسے کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی نہیں تھا۔

.یہی اس نے سوچ رکھا تھا

****

اندان گاؤں میں بٹوارے سے پہلے کوئی باقاعدہ مسجد نہیں تھی۔

اس گاؤں کے مسلمان ایک حویلی نما گھر میں نماز ادا کرتے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد اسی حویلی کی جگہ ایک چھوٹی سی مسجد بنادی گئی۔

www.novelsclubb.com

اور ایک بھلے مانس آدمی خدا بخش کو امام مقرر کر دیا گیا۔

جو انڈیا سے ہجرت کر کے اسی گاؤں میں آ بسے تھے۔

انڈیا میں بھی وہ ایک چھوٹی سی مسجد میں امامت کرواتے تھے۔

اور بچوں کو قران کی تعلیم دیتے تھے۔

اسی گاؤں میں ان کو ایک مکان بھی مل گیا تھا۔

جہاں وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ نماز کے علاوہ وہ گاؤں کے بچوں کو قران پاک پڑھاتے تھے۔

ایک رات وہ عشاء کی نماز پڑھا کر مسجد میں ہی بیٹھے قران کی تلاوت کر رہے تھے۔

جب ان کو اچانک ہی دروازے پہ کسی کے وجود کا احساس ہوا۔

قران پاک بند کر کے وہ اٹھے۔ اور باہر جھانکا۔ مگر مسجد کے صحن میں کوئی نہ تھا۔ وہ واپس آ کر پھر تلاوت میں مشغول ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد پھر ان کو ویسا ہی احساس ہوا۔ کون ہے ؟؟؟

انہوں نے آواز دی۔ مگر کوئی رد عمل سامنے نہ آیا۔

انہوں نے تلاوت مکمل کی اور اپنے گھر چلے گئے۔

یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر وہ کافی دیر مسجد میں بیٹھ کر تلاوت کرتے تھے۔

اور پھر اپنے گھر چلے جاتے۔

یہ پہلی دفعہ تھا کہ ان کو کسی وجود کا احساس ہوا تھا۔

اس کے بعد کئی مہینوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ہفتے میں ایک دو بار ان کو محسوس ہوتا تھا۔ جیسے کوئی چھپ کر ان کی تلاوت سن رہا ہے۔ انہوں نے کئی بار پکارا تھا۔ کہ

کوئی ہے وہاں؟؟؟

مگر ایک بار بھی جواب نہیں آیا تھا۔

انہوں نے اٹھ کر ادھر ادھر بھی دیکھا تھا۔

مگر مسجد میں ان کے سوا کوئی دوسرا ذی روح نظر نہ آیا۔

ان کو یقین ہو گیا تھا کہ۔

کوئی اور ہی مخلوق ہے۔

جو شاید ان کی تلاوت سننے آتی ہے۔

اس لیے وہ بھی بے فکر ہو گئے تھے۔

اور پہلے سے کچھ اونچی آواز میں پڑھتے تھے۔

تاکہ اگر کوئی مخلوق تلاوت سننے آتی بھی ہے تو اسے اچھی طرح سنائی دے۔

کئی مہینوں بعد ایک دن ان کو وہ مخلوق نظر آ ہی گئی۔

آج جمعرات تھی۔

www.novelsclubb.com

خدا بخش حسب معمول عشاء کی نماز پڑھ کر تلاوت میں مصروف تھے۔

بہت دیر بعد ان کو محسوس ہوا جیسے صحن میں کوئی ہے۔

وہ اٹھ کر باہر کی طرف گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ۔ایک سایہ سا صحن سے نکل کر باہر والے

دروازے کی طرف جارہا ہے۔

خدابخش نے اسے آواز دی۔

اس سائے نے مڑ کر دیکھا مگر رکا نہیں۔اور مسجد سے باہر نکل گیا۔

غلام بخش کو ایسی ہی کسی مخلوق کی توقع تھی۔مگر

اسے بس حیرت اس بات کی ہوئی تھی۔کہ وہ مدھم سا سایہ کسی لڑکی کا تھا۔

www.novelsclubb.com

راما کو کئی سال گزر گئے تھے۔

جانی کو آتا جاتا دیکھتے ہوئے۔جانی ہر جمعرات کو ضرور آتا تھا۔

رامانے کئی بار اس کا نام لیکر اسے پکارا تھا۔کئی بار اس کو روکنے کی کوشش بھی کی تھی مگر۔

جانی کو اس ہونے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔

وہ بے بسی سے روپڑتی تھی۔

کئی سال بعد ایک دن وہ یونہی گھومتے ہوئے مسجد کی طرف جانکلی تھی۔

رات عشاء کے بعد کا وقت تھا۔

مسجد کے قریب سے گزرتے اسے اندر سے کسی کے قران پڑھنے کی آواز آئی۔

بے اختیار اس کے قدم مسجد کے صحن کی طرف اٹھ گئے۔

آواز مسجد کے اندر کمرے سے آرہی تھی۔وہ چلتی ہوئی دروازے تک پہنچ گئی۔

آواز اب واضع آرہی تھی۔

وہ وہیں دروازے کے پاس بیٹھ کر تلاوت سننے لگی۔

www.novelsclubb.com
NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

اسے الفاظوں کی کچھ خاص سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ مگر

اسے بے حد سکون مل رہا تھا۔

اسے یاد نہیں وہ کتنی دیر وہاں بیٹھی تلاوت سنتی رہی۔

جب آواز آنا بند ہو گئی تو وہ چونکی۔

کچھ دیر بعد ایک باریش آدمی اندر سے نکلا راما اس وقت وہیں بیٹھی تھی۔ مگر

اس آدمی نے اس پر توجہ نہ دی یا شاید وہ اسے نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔

وہ اس کے قریب سے چلتا ہوا مسجد سے باہر نکل گیا۔

پھر تو یہ معمول ہو گیا۔

ہفتے میں ایک دو دن راما وہاں جانے لگی۔

کئی مہینے مزید گزر گئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

راما مسجد جا کر تلاوت سنتی تھی۔

ایک دن وہ گئی تو تلاوت شروع تھی۔

وہ چلتی ہوئی صحن میں پہنچی تو آواز آنا بند ہو گئی۔

اسے لگا اندر سے کوئی آ رہا ہے۔

وہ ایک طرف اندھیرے میں ہو گئی۔ آنے والے نے باہر جھانکا۔ اور پوچھا تھا۔

کون ہے ؟؟؟

پھر وہ اندر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

اور دوبارہ تلاوت شروع کر دی۔

راما حیران تھی کہ اس کو کیسے راما کی موجودگی کا احساس ہوا ہے ؟؟؟

ورنہ تو وہ خود بھی کسی کو بلاتی یا ہاتھ لگاتی تب بھی اسے کوئی محسوس نہ کرتا تھا۔ پھر کئی بار ایسا ہوا تھا کہ تلاوت کرنے والے کو اس کی موجودگی محسوس ہوتی تھی۔ مگر اس نے کبھی راما کو دیکھا نہیں تھا۔ البتہ وہ اب پہلے سے اونچی میں تلاوت کرتا تھا۔

اس دن جمعرات تھی۔

وہ مسجد میں بیٹھی تلاوت سن رہی تھی۔ بہت دیر تلاوت سننے کے بعد اسے خیال آیا کہ جانی آچکا ہوگا۔

وہ اٹھ کر جا رہی تھی۔ جب کسی نے اسے پکارا تھا۔

اس نے مڑ کر دیکھا۔

ایک باریش آدمی مسجد کے دروازے پہ کھڑا اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔

وہ چپ چاپ مسجد سے نکل آئی۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ

۔وہ اب نظر آسکتی ہے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ گاؤں سے ہوتی کنوے پہ جانے والی پگڈنڈی پہ چل پڑی۔

دور سے ہی اسے کنوے پہ لالٹین کی ہلکی سی لو ٹمٹماتی نظر آرہی تھی۔

یقیناً جانی ابھی کنوے پہ موجود ہے۔

اس نے سوچا اور وہ بے تابی سے آگے بڑھنے لگی۔

اس نے کچھ دور سے ہی دیکھ لیا تھا کہ جانی کنوے پہ بیٹھا ہے۔

وہ آگے بڑھتی رہی۔

جانی اب کچھ فاصلے پر ہی تھا۔اور

www.novelsclubb.com

اسی طرف دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ اچانک اچھل کر کھڑا ہوا تھا۔

اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ راما کو سرشار کر گئے تھے۔

جانی بے تابی سے آگے آیا تھا۔اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے منہ سے راما کا نام نکلا تھا۔

وہ بے یقینی کی کیفیت میں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ڈر نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

بلکہ اس وقت اس کی آنکھوں میں دنیا جہان کی حیرت سمٹ آئی تھی۔

!!! جانی۔۔۔۔

راما کی آواز پر وہ عالم حیرت سے واپس آیا تھا۔

راما بے تابی سے آگے بڑھی اور جانی کے سینے سے جا لگی۔

www.novelsclubb.com

جانی نے اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں لینا چاہا۔ مگر

جانی کا ہاتھ راما کے وجود کا لمس محسوس نہ کر سکا۔

اس نے راما کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لینا چاہا تو اس کے

دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے جا ملے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیسے ان کے درمیان کوئی وجود نہ ہو۔

وہ بس راما کو سائے کی صورت میں دیکھ سکتا تھا۔اور

اس کی آواز سن سکتا تھا۔

اس سے زیادہ اور کچھ نہیں تھا۔

دونوں بے تحاشہ روئے تھے۔

ان کو یقین نہیں آرہا تھا کہ۔

کسی کے صبر اور ریاضت کا صلہ یوں بھی مل جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

جانی اس موقع پر بھی اپنے اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنا نہیں بھولا تھا۔

جس کے ہاتھ میں تمام جہان کی بادشاہی ہے۔اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

بے شک اس کا کن فرمادینا ہی کافی ہوتا ہے۔اور وہ بھی ہو جاتا ہے۔جسے عقل انسانی تسلیم نہیں کرتی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دونوں کنوے کی منڈیر پہ آبیٹھے۔

لالٹین کی لو ہلکے ہلکے ایسے جھوم رہی تھی۔ جیسے ان دونوں کے ملنے کی خوشی میں ناچ رہی ہو۔

صبح فجر کی آذان ہوئی تو وہ چونکے۔ باتوں میں ان کو وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا تھا۔انہوں نے دنیا جہان کی باتیں کی تھیں۔راما نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ۔ وہ اسے پہلی جمعرات سے دیکھتی آرہی ہے۔اور اس نے کئی بار جانی کو پکارا بھی روکا بھی۔ مگر

جانی کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔اسی طرح کئی سال گزر گئے تھے۔

کچھ مہینے پہلے وہ ایک دن مسجد کے قریب سے گزر رہی تھی۔

جب اس نے کسی کے تلاوت کرنے کی آواز سنی۔اس کے بعد وہ کئی بار وہ تلاوت سننے وہاں گئی تھی۔اور شاید یہ اس تلاوت سننے کی برکت ہی تھی۔کہ اس کا نظر نہ آنے والا وجود نظر آنے لگا تھا۔

اب مجھے جانے ہو گا۔

رامانے جانی سے کہا۔اور

اگلی جمعرات کو آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی۔جانی کا دل نہیں کر رہا تھا کہ۔وہ یہاں سے جائے۔مگر

سب کچھ انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔راما چلی گئی۔

جانی نے کنوے کے پانی سے وضو کیا۔مسجد میں جا کر فجر کی نماز ادا کی۔

اس نے شکرانے کے نفل بھی پڑھے تھے۔سجدے میں سر رکھ کے وہ بہت رویا تھا۔اور یہ شکر کے آنسو تھے۔

www.novelsclubb.com

اس کی عطا پہ اس کے کرم پہ شکر کے آنسو۔ یہ پہلی بار تھا۔ کہ وہ جب ڈیرے پہ

پہنچا تو سورج افق سے نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

جانی کو لگ رہا تھا جیسے آج عید کا دن ہے۔اور یہ سچ بھی ہے کہ۔

محبوب سے ملنا عید ہی ہوتی ہے۔اور

ایسے محبوب سے ملنا جس کو قیامت سے پہلے ملنے کی توقع بھی نہ ہو۔

یہ کئی عیدوں کا دن تھا۔

****

جانی کو ایک بار پھر سے جمعرات کا انتظار رہنے لگا تھا۔

اگرچہ وہ راما کو چھو کر محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ مگر

اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ کہ

وہ اسے دیکھ اور سن سکتا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانی نے یہ بات سوائے اپنے دوست اختر کے اور کسی کو نہیں بتائی تھی۔ مگر

اندان گاؤں میں کچھ دنوں سے لوگوں میں یہ بات پھیل گئی تھی کہ

۔آس پاس کسی لڑکی کا سایہ سا پھرتے دیکھا گیا ہے۔ مگر

وہ کسی کو کچھ نہیں کہتی تھی۔

نہ کسی کو تنگ کرتی تھی۔

ان کو کیا پتہ کہ اہل دل اور اہل محبت کسی کو کچھ نہیں کہتے۔

وہ اپنی دنیا میں مگن ہوتے ہیں۔اور

www.novelsclubb.com

ان کی کل دنیا ان کا محبوب ہوتا ہے۔

اکثر اس کو رات کے وقت مسجد کے پاس بھی دیکھا گیا ہے۔

اور مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ۔

وہ جو بھی ہے قران کی تلاوت سننے آتی ہے۔اس سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لوگوں کو ڈر نہیں تھا۔

تجسس تھا۔

آخر وہ کس کا سایہ ہے؟؟؟

اور کیوں پھرتا ہے؟؟؟

اسے کس کی تلاش ہے؟؟؟

یہ بات صرف جانی اور اس کا دوست اختر ہی جانتے تھے۔ کہ

وہ سایہ راما ہے۔

www.novelsclubb.com

دن ہفتوں مہینوں سالوں میں بدلتے رہے۔

وہ دونوں جمعرات کو ملتے اور ایک دوسرے کو دیکھ لیتے تھے۔

راما نے بھی گاؤں والوں کی باتیں سنی تھیں۔اور وہ اب خود کو چھپا کر رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔

کئی بار ایسا بھی ہوا وہ کئی کئی جمعرات نہیں آئی۔

کئی سال مزید گزر گئے۔

وقت نے جانی پہ اپنا اثر چھوڑا تھا۔

وہ اب بوڑھا ہو گیا تھا۔

ایک ایک کر کے اس کے ماں باپ بھی اسے چھوڑ کر اس دنیا سے جا چکے تھے۔

جانی نے ایک دن راما کی استھیاں نکالی۔اور وہ پوٹلی اپنے بھائی گامو کو دیکر اسے کہا تھا ۔کہ

www.novelsclubb.com

اس کے مرنے کے بعد یہ پوٹلی اس کے ساتھ دفنا دی جائے۔

اور ہر جمعرات کو لالٹین جلا کر ڈیرے پہ رکھ دیا کرے۔

کچھ وقت اور گزرا۔اور

پھر ایک دن وہ خاموشی سے دنیا چھوڑ کر راما کے پاس چلا گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانی کو دفنانے لگے تو اس کے بھائی نے جانی کی وصیت کے مطابق وہ پوٹلی بھی اس کے ساتھ رکھ دی۔

وہ اپنی محبوب کی نشانی بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

جانی اپنی محبوبہ کی راکھ بھی اس دنیا سے بہت دور لے گیا تھا۔

دور کھڑی نم آنکھوں سے راما یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

لوگ چلے گئے تو وہ جانی کی قبر پہ آئی۔اور دیر تک روتی رہی۔

پہلی جمعرات آئی تو وہ بے چینی سے کنوے پہ پھر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے پتہ تھا کہ آج جانی نہیں آئے گا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ۔

وہ بھی اب کبھی نہیں آئے گی۔

ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلی جائے گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کنوے سے سیدھا جانی کی قبر پہ گئی۔اور وہاں سے اس کے ڈیرے پہ۔

اسے حیرت ہوئی تھی۔

ڈیرے پہ لالٹین لٹکی جل رہی تھی۔

اسے شاید اس بات کا علم نہیں تھا کہ۔

جانی نے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ۔

ہر جمعرات کو لالٹین جلا کر ڈیرے پہ رکھ دیا کرے۔

راما نے لالٹین اٹھائی۔اور

www.novelsclubb.com

پہاڑ کے دوسری طرف اتر گئی۔

وہاں سے وہ سیدھی قبرستان گئی۔

کچھ دیر جانی کی قبر پہ کھڑی روتی رہی۔

پھر وہاں سے کنوے اور شمشان گھاٹ گئی۔اسی طرح وہ واپسی پہ کنوے پہ آئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہاں سے قبرستان اور پھر پہاڑ کی طرف چلی گئی۔

دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہوتا کہ۔

لالٹین ہوا میں تیر رہی ہے۔

پہاڑ کے دوسری طرف اتر کر اس نے لالٹین وہیں لٹکائی اور واپس چلی گئی۔

اس نے سوچا تھا وہ ہر جمعرات کو اپنے محبوب کی یاد میں ایسے ہی کیا کریگی۔

تاکہ لوگوں کو مرنے کے بعد بھی جانی یاد رہے۔اگلی جمعرات وہ کنوے پہ کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے رات کچھ گہری ہونے کا انتظار تھا۔

تاکہ وہ جانی کے ڈیرے پہ جاکے لالٹین لیکر آئے۔

کافی دیر وہ وہاں کھڑی رہی۔پھر

وہ اس طرف جانے کے لیے مڑی۔

اور ٹھٹک کر رک گئی۔

دور کہیں سے لالٹین کی ہلکی سی لو اسے اپنی طرف آتی دکھائی دی۔

وہ حیرت اور خوشی سے اس طرف دیکھے جا رہی تھی۔

جانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ۔

یہ جانی ہے۔

محبت پاک ہو اور نیت صاف ہو۔ جسموں کے ملاپ کی ہوس نہ ہو تو۔ پھر دنیا میں

اگر نہیں بھی مل سکے تو

www.novelsclubb.com

روحوں کا ملاپ ضرور ہوتا ہے۔

اور دو پاک صاف محبت کرنے والے مر کے بھی مل گئے تھے۔

اور وہی ابدی محبت ہے۔ ہمیشہ رہنے والی جس کو کبھی زوال نہیں۔

اور نہ کوئی ڈر ہوتا ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوائے اللہ ﷻ کے۔

☝ ہمیشہ رہے گا نام اللہ ﷻ کا

ختم شد

www.novelsclubb.com